www.iqbalkalmati.blogspot.com
بچوں کے لیے انبیاء کرام اور
ان کی قوموں کے حالات و واقعات
بچوں کیلئے اسلامی اور تربیتی کہانیاں
سُنہری کہانیاں
محمد اسمٰعیل بدایونی
اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی
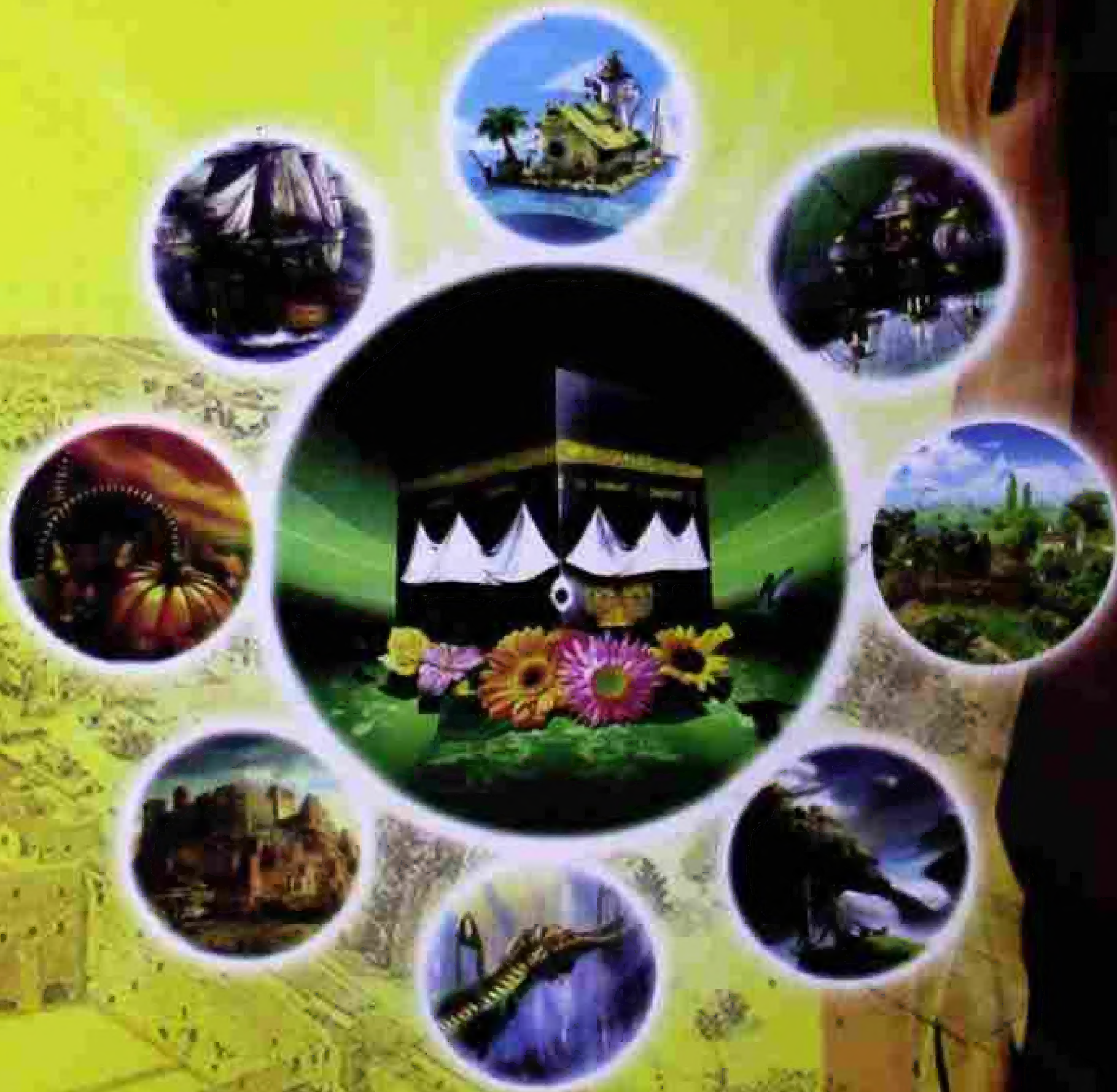
سنہری کہانیاں

(جدید ایڈیشن)

از

محمد اسمٰعیل بدایونی گولڈ میڈلسٹ

ایم اے اسلامیات، ایم اے تاریخ اسلام، ایم فل

ناشر اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

03322463260 , 03132798801

CA-17 الفلاح ہاؤسنگ سوسائٹی شاہ فیصل کالونی #01 کراچی 75230

نام کتاب	سنہری کہانیاں
تالیف	محمد اسمٰعیل بدایونی
صفحات	۱۹۲
نظر ثانی	پروفیسر حامد علی علیمی
حسن اہتمام	فرحان احمد
اشاعت	۲۰۱۳

قیمت 350

ناشر

اسلامک ریسرچ سوسائٹی

03322463260

Ismail.budauni@gmail.com

اسلامک رریسرچ سوسائٹی کی نئی مطبوعات اور تبصرہ ملاحظہ فرمایئے

https://www.facebook.com/IslamicResearchSociety

CA-17 الفلاح سوسائٹی شاہ فیصل کالونی #01 کراچی

فہرس

والدین کے نام

بچوں کے لیے مطالعہ کیوں ضروری ہے ؟

آپ کا بچہ آپ کا سب سے قیمتی اثاثہ

آپ کا بچہ آپ کے لیے دنیا کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ یہ بچے آپ کی گلشنِ زندگی کے مہکتے پھول ہیں۔۔۔۔ مستقبل کی روشن اُمید ہیں۔

ہر والدین کی طرح آپ کی بھی یہ خواہش ہے کہ آپ کی اولاد بھی آپ کی فرمانبردار، نیک صالح، پرہیزگار اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو۔

محترم والدین! یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کا ذہن کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے اس پر آپ جو تحریر لکھیں گے وہ اس کی شخصیت کا نصب العین قرار پائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہر بچہ فطرت اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے پھر اس بچے کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں"

آپ کا بچہ آپ کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے اس کی صحت اور اس کی نصابی تعلیم ہی اہم نہیں بلکہ سب سے زیادہ اہم اس کی تربیت اور شخصیت سازی ہے اگر آپ اپنے بچے کی تربیت اور شخصیت سازی نہ کر سکے تو یاد رکھیے!

آپ اپنے بیٹے کو انجینیر تو بنا دیں گے، آپ کا بیٹا یا بیٹی ڈاکٹر بھی بن جائیں گے پروفیسر بھی کہلائیں گے لیکن ان کی شخصیت کا حال یہ ہو گا کہ مریض بستر پر تڑپ رہا ہو گا، طلبہ حصولِ علم کے لیے ان کے گرد جمع ہوں گے، ملکی معیشت ان کی صلاحیتوں پر انحصار کرے گی مگر یہ ہڑتال پر ہوں گے

مریض تڑپ تڑپ کر جان دے رہا ہو گا مگر ڈاکٹر ہڑتال کر رہا ہو گا

طلبہ حصولِ علم کے لیے بے چین و بے تاب ہوں گے مگر استاد ہڑتال کر رہا ہو گا

کیا آپ اپنے بیٹے کو ایسا ہی انجینیر، ڈاکٹر اور استاد بنانا چاہتے ہیں؟

اگر نہیں تو پھر آپ کو اپنے بچے کی تربیت اور شخصیت کی تعمیر پر بھرپور توجہ دینا ہو گی

لیکن کیسے؟

آپ کے بچے کی اہم ترین ضرورت

کُتب بینی آپ کے بچے کی اہم ضرورت اسے نظرانداز مت کیجیے

کتاب کا مطالعہ فرد کی تربیت اور شخصیت کی تعمیر کا ایک بہترین طریقہ ہے

ایک اچھی کتاب آپ کے بچے کی روح پر بہت گہرا اثر ڈالتی ہے اس کی روح اور نفس کو کمال عطا کرتی ہے اور اس کی شخصیت کے قد کاٹھ کو دوسرے بچوں سے نمایاں کرتی ہے۔

ستاروں پر کمند ڈالنے کا حوصلہ ہو یا چیلنجز کا سامنا کرنے کی صلاحیت، حصولِ مقصد میں کامیابی کا ہنر ہو یا منصوبہ بندی کرنے کی صلاحیت، خوداعتمادی۔۔۔ دانائی۔۔۔ نظم و ضبط۔۔۔استدلال میں مہارت ۔۔۔ تخلیقی صلاحیتوں کی آبیاری ہو یا اقوامِ عالم کی تہذیبوں اور ثقافتوں سے آگاہی۔

کتب بینی آپ کے بچے کی شخصیت کو ایک نیا نکھار دیتی ہے۔

آج کا دور اور آپ کا بچہ:

آج کے موجودہ زمانے میں جب مشینی زندگی میں انسان کے پاس فرصت کے لمحات کم ہی میسر آتے ہیں، علمی و دینی محافل میں شرکت بھی مشکل ہو چکی ہے اور بے لگام میڈیا کے اخلاق باختہ پروگرام نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے ان حالات نے کتاب کے مطالعہ کی اہمیت کو اور بھی دوچند کر دیا ہے

آج کے دور میں بچوں کے لئے اس قدر کچرا ہے کہ وہ اس سے سر ہی نہیں اٹھا پاتے۔ موبائل سے ہٹتے ہیں تو ٹی۔وی دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ٹی۔وی سے فارغ ہوتے ہیں تو کمپیوٹر کھول لیتے ہیں۔اور پھر گھنٹوں فیس بک، چیٹنگ اور دنیا جہاں کی اچھی بری باتیں سرچ کی جاتی ہیں۔یہ تمام خرافات والدین کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔

آپ کے بچے پر کتب بینی کے اثرات:

اچھی کتاب آپ کے بچہ پر گہرا اور عمیق اثر چھوڑتی ہے کُتب بینی کی وجہ سے

آپ کے بچہ میں تجزیہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے

آپ کے بچے کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

آپ کے بچے کی شخصیت نکھرتی چلی جاتی ہے۔

آپ کے بچے کی ذہنی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے

فیصلہ کرنے کی صلاحیت ۔۔۔ منصوبہ بندی میں مہارت ۔۔۔ یاداشت میں اضافہ ۔۔۔ سوچ میں پختگی ۔۔۔ خود اعتمادی ۔۔۔ دانائی ۔۔۔ برداشت ۔۔۔ اچھی رائے قبول کرنے کی صلاحیت ۔۔۔ اخلاق و کردار ۔۔۔ استدلال میں مہارت، کتب بینی سے یہ تمام اوصاف وصلاحیتیں آپ کے بچے کے اندر پیدا ہوتی چلی جاتیں ہیں۔

صالح لٹریچر کا ہی انتخاب کیوں؟

آج کے جدید دور میں لٹریچر کی دنیا میں بھی بہت کچھ ہے چوری، ڈکیتی اور جاسوسی ناولز کی بھرمار ہے، بچے جرائم کی کتابیں جن میں پولیس، قتل اور چوری ڈکیتی کی باتیں ہوں بڑے شوق سے پڑھتے ہیں لیکن اس طرح کی کتابیں نہ فقط یہ کہ ان کے لیے سود مند نہیں ہیں بلکہ انہیں قتل، جرم اور چوری وغیرہ کے طریقے بھی سکھاتی ہیں جس میں ان کی سلامتی اور روحانی اور نفسیاتی سکون تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

یہ کتابیں بچے کی روح پر برا اثر ڈالتی ہیں اور ایک بار جب اس کے اثرات بچے کی شخصیت پر اثر انداز ہو جائیں تو بچہ کی دوبارہ تربیت کرنا اور ان بے مقصد اور مضر اثرات کو ختم کرنا نہایت مشکل کام ہے۔

اسی طرح جن بھوتوں کی فرضی کہانیاں بھی بچے کی شخصیت پر برے اثرات چھوڑتی ہیں ایک صاحب اپنی یادداشتوں میں لکھتے ہیں: ... ... میری دادی اماں تھیں جو مجھ سے بہت محبت کرتی تھیں رات کو میں ان کے پاس ہوتا اور ان سے کہانی سنانے کی ضد کرتا وہ مجھے سلانے کے لیے ہر رات ایک کہانی سناتیں وہ مجھے جن بابا کی کہانی سناتیں اور اسی طرح دوسری ڈراؤنی کہانیاں ان کہانیوں نے میری روح اور نفسیات پر اپنا اثر چھوڑا میں اسی پریشانی کن حالت میں سو جاتا اور خواب میں بھی یہ افکار مجھے پریشان کرتے رہتے میں ان تحریک آمیز اور فرضی کہانیوں اور افسانوں کو بہت پسند کرتا انہوں نے میری روح کو بہت حساس اور پریشان کر دیا میں بزدل اور ڈرپوک بن گیا تنہائی سے مجھے خوف آتا میں غصیلہ اور زود رنج ہو گیا یہ کیفیت ابھی بھی مجھ میں باقی ہے کاش والدین اس طرح کی جھوٹی اور تحریک آمیز کہانیاں اپنے بچوں کو نہ سنائیں میں نے یہ پکا ارادہ کیا ہوا ہے کہ اپنے بچوں کو اس طرح کی کہانیاں نہیں سناؤں گا میں عموماً انہیں قرآنی قصے اور دیگر سچی کہانیاں سناتا ہوں۔

اسلامک ریسرچ سوسائٹی آپ کے بچے کے لیے صالح لٹریچر تیار کر رہی ہے جو حقیقت پر مبنی سچی کہانیاں ہیں، نبی کریم ﷺ کی سیرت، انبیاء کرام کے حالات زندگی ان کی جدوجہد، خلافت راشدہ کا سنہری دور، آئمہ مذاہب کی خدمات، اقوام کی زندگی کے سبق

آموز واقعات، عالم اسلام کی روشن تاریخ، عالم اسلام کی بزرگ شخصیات کی خدمات سے آگاہی بنیادی نصب العین ہے۔

آپ کے بچے کی تربیت میں معاون:

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کی مطبوعات آپ کے بچے کی تربیت میں خصوصی معاون ہیں ان کتب میں تاریخ کے سچے واقعات درج ہیں جو آپ کے بچے میں حوصلہ، خوداعتمادی، اور جرأت و بہادری کے جوہر کو پروان چڑھائیں گے

روشن ماضی سے آگاہی، حال میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور مستقبل کی منصوبہ بندی کی صلاحیتوں میں اضافہ کے لیے اسلامک ریسرچ سوسائٹی کی مطبوعات آپ کے بچوں کے لیے نہایت ضروری ہیں

محترم والدین!

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کی ان کتابوں کا مقصد بچوں کے دل و دماغ کو روشن کرنا ہے

---قرآن کے پیغام کو عام کرنا ہے --- عشقِ رسول ﷺ کو پروان چڑھانا ہے

---اطاعت الٰہی اور اتباع نبی ﷺ کے جذبے کو بیدار کرنا ہے۔

اسلام کی روشن اور تابندہ تاریخ سے مکمل آگاہی ہمارا نصب العین ہے۔

عالم اسلام کی عظیم شخصیات کا تعارف کرانا ہے جنہوں نے لازوال جدوجہد کی اور تاریخ کے صفحات پر آج تک تابندہ ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں۔

آیئے صالح معاشرے کے قیام میں ہمارا ساتھ دیجیے اور اپنے بچوں میں کتب بینی کے شوق کو اجاگر کیجیے

ہمیں آپ ہی سے کچھ کہنا ہے:

ہر والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُن کا بچہ بڑا ہو کر ایک کامیاب انسان بنے ۔۔۔ معاشرے کا مفید فرد ہو اور سب سے بڑھ کر ان کا نیک اور فرمانبردار بیٹا یا بیٹی ہو آج کے اس دور میں جب فکرِ معاش کے باعث ہمارے پاس اپنی اولاد کے لیے وقت ہی نہ ہو اور دیگر بیرونی عوامل بھی بری طرح سے آپ کی اولاد پر اثر انداز ہو رہے ہوں ، میڈیا، سوشل میڈیا، انڈین فلمیں، ڈرامے انٹرنیٹ کی ایک بہت وسیع دنیا۔ ان تمام حالات میں ایک صالح لٹریچر آپ کے بچے کی تربیت کے لیے انتہائی ناگزیر ہے اگر آپ نے اس اہم معاملے پر توجہ نہیں دی تو یاد رکھیے!

کہیں بہت دیر نہ ہو جائے اور مغربی معاشرے کی طرح ہمارے معاشرے میں بھی اولڈ ہاؤسز کا قیام عام نہ ہو جائے اور آپ کی زندگی کے آخری ایام پوتے پوتیوں سے لطف اندوز ہونے کے بجائے اولڈ ہاؤسز کی تنہائیوں میں کٹ رہے ہوں۔

آیئے! ہمارے ساتھ مل کر اپنے بچہ کی تربیت میں حصہ لیجیے کہیں طاغوتی قوتیں آپ کے بچے کے اخلاق و کردار اور شخصیت کو تباہ و برباد نہ کر دیں

آیئے! اپنی ذمہ داری کو محسوس کیجیے اور اسلامک ریسرچ سوسائٹی کی مطبوعات کو فروغ دیجیے اور صالح معاشرے کے قیام میں اپنی ذمہ داری ادا کیجیے

ڈاکٹر قدیر قریشی

فیملی فزیشن

محمد اسمٰعیل بدایونی صاحب میرے پرانے دوستوں میں سے ہیں ان کا تعلق ایک علمی خاندان سے ہے میری ان سے ہمیشہ سے یہی درخواست تھی کہ دینی تعلیمات کی کتابیں ایسی زبان میں ہوں جو میرے جیسا عام فہم آدمی سمجھ سکے اور اپنے بچوں کو بھی پڑھا سکے۔ گزشتہ تین سال سے میں ان کی مختلف کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا ہوں اور ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے محمد اسمٰعیل بدایونی صاحب کی لکھی ہوئی ہر کتاب کا ہر صفحہ میری سمجھ میں آسانی سے آرہا ہے۔ بلخصوص جو کتابیں انہوں نے سیرت النبی پر بچوں کے لیے لکھی ہیں وہ اتنی آسان اور دلچسپ ہیں کہ ان کو اسکولوں کے نصاب کا حصہ بنایا جا سکتا ہے۔ آج کے اس مصروف دور میں جب آپ کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ بچوں کو دیکھا جائے کہ وہ دینی تعلیم ٹھیک سے حاصل کر رہے ہیں یا نہیں ؟ اسمٰعیل بدایونی صاحب کی اس کوشش کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے ۔

میرے خیال میں ہر ماں باپ کو یہ کتابیں اپنے بچوں کو پڑھنے کے لیے دینی چاہیے تاکہ دنیا کے ساتھ ساتھ بچے کو اپنے دین اور عقائد کا بھی پتا ہو اور ہم میں سے ہر ایک کو ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ایمان تر و تازہ رہ سکے۔ میری اسمٰعیل بدایونی صاحب کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور ان کو اسی طرح دین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دعا گو: قدیر قریشی

تمہید

بچے کسی بھی قوم کا اثاثہ ہوتے ہیں اگر ان کی صحیح خطوط پر تربیت نہ ہو تو ان کا مستقبل داؤ پر لگ جاتا ہے ہم نے اس کتاب میں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ ان کی قوموں کے حالات و واقعات کو اس اسلوب میں تحریر کیا ہے کہ جو نہ صرف ان کے اندر مطالعہ کا شوق اجاگر کر سکے بلکہ ان کی شخصیت کی تعمیر میں بھی معاون ہو سکے۔

آیئے!

بحیثیت باپ، بحیثیت ماں، اور بحیثیت استاد

اپنی ذمہ داری کو محسوس کیجئے

اپنے بچے اور اپنے شاگرد کو مطالعہ کی عادت بچپن سے ڈالیے تاکہ مستقبل قریب میں آپ کا بچہ کسی اعلیٰ منصب پر فائز ہو کر صحیح معنوں میں ملک و قوم کی خدمت کر سکے۔

یہ چند کتب اسے نہ صرف اسلامی عقائد و نظریات سے آگاہی دیں گی بلکہ اس کی شخصیت میں صحیح اسلامی روح کو بیدار کرنے میں بھی مدد دیں گی

جی آیئے قوم کی تعمیر نو کی طرف!

اور اپنے بچوں، بھتیجوں بھانجوں اور دوستوں کو یہ کتب ان کی سالگرہ پر اور ان کی تعلیمی کامیابیوں پر ضرور تحفہ میں دیں۔

از

ناشر

قصہ سیدنا آدم علیہ السلام

زمین پر انسانی زندگی کی ابتداء

ا پورے گھر میں چہل پہل ہو رہی تھی حیدر آباد سے عنبرین آپا کے بچے، لاہور سے
ں آپا کے بچے اور کراچی میں موجود زنیرہ آپی کے بچے گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے
ے اپنی نانی کے گھر میں موجود تھے۔

موں جان آگئے...... ماموں جان آگئے......

م بچے شور مچاتے ہوئے سعد کے گرد جمع ہو گئے۔

ے ماموں جان کو سانس تو لینے دو، عنبرین آپا نے اپنے اکلوتے بھائی کو محبت بھری
ظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ے نہیں آپا! ان بچوں نے تو میری ساری تھکن دور کر دی۔ سعد نے بچوں کو
یار کرتے ہوئے کہا۔

موں جان! ماموں جان!

پ نے پچھلی دفعہ وعدہ کیا تھا کہ اگلی دفعہ چھٹیوں پر ہم آئیں گے تو آپ ہمیں قرآن
حکیم کے سارے واقعات سنائیں گے۔ (تابندہ نے یاد دلاتے ہوئے جلدی جلدی کہا)

رے ہاں ہاں! مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے۔ سعد نے تابندہ کے ہی انداز میں مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

لیکن ماموں جان کب سنائیں گے ؟ زید نے جلدی سے پوچھا۔

ارے بیٹا ! (ماموں جان کو) منہ ہاتھ تو دھو لینے دو۔ بڑی آپا نے بچوں سے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ سب بچے تو سعد کے دیوانے ہیں۔ زنیرہ آپی نے نانی جان کو پان دیتے ہوئے کہا۔

آج رات کو عشاء کی نماز کے فوراً بعد۔ سعد ماموں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔

رات کو عشاء کی نماز کے بعد تمام بچے (اُم ہانی، اُم ایمن، تابندہ ، زید، اُسید، جنید ، جویریہ، حسن اور علی) ڈرائنگ روم میں سعد ماموں کے گرد جمع ہو چکے تھے۔

بڑی آپا کی دو بیٹیاں اُم ہانی، اُم ایمن اور ایک بیٹا زید اور عنبرین آپا کے دو بیٹے جنید، اُسید اور دو ہی بیٹیاں تابندہ، جویریہ

جبکہ زنیرہ آپی کے تین بیٹے زید، حسن اور علی تھے بیٹی کوئی نہیں تھی۔

اچھا بچو ! یہ بتاؤ عشاء کی نماز سب بچوں نے پڑھ لی ہے ؟

جی ماموں جان ! سب بچوں نے ایک ساتھ کہا۔

ماموں جان ! زنیرہ آنٹی کل بتا رہی تھیں کہ شیطان لوگوں کو نیک کام نہیں کرنے دیتا۔

ماموں جان یہ شیطان کون ہے ؟ اُمّ ہانی نے تجسس سے پوچھا۔

ماموں جان ! یہ شیطان کون ہے ؟ اور یہ کہاں رہتا ہے ؟ حسن نے سوالات میں اضافہ کرتے ہوئے پوچھا۔

ہاں بچو ! یہ شیطان جو ہے یہ انسان کو بہکاتا ہے اس کو نیک راستے پر چلنے سے روکتا ہے گناہوں میں مبتلاء کر دیتا ہے۔

یہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

مگر ماموں جان ! یہ ایسا کیوں کرتا ہے ؟اور یہ انسانوں کا دشمن کیوں ہے ؟ علی نے پر جوش انداز میں پوچھا۔

شیطان کے بارے میں جاننے کیلیے تو بڑی تفصیل درکار ہے۔ سعد ماموں نے کہا۔

ماموں جان تفصیل سنایئے زیادہ مزہ آئے گا۔ جویریہ نے چہکتے ہوئے کہا۔

اچھا بچو! تو سنو!

اللہ تعالٰی نے زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔اور سب سے پہلے سیّدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا سیّدنا آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی انسان نہیں تھا اسی لئے آپ کو ابوالبشر یعنی انسانوں کا باپ کہا جاتا ہے اس زمین کو انسانوں سے آباد کرنے کیلیے اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تاکہ زمین پر زندگی شروع ہو۔

اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل فرشتوں پر اپنا ارادہ ظاہر فرمایا:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ (پ ۱۔ سورہ بقرہ: ۳۰)

اور یاد کیجئے جب آپ کے ربّ نے فرشتوں سے فرمایا

بے شک میں بنانے والا ہوں زمین میں (اپنا)

نائب۔

فرشتوں کو یہ فرمان سن کر تعجب ہوا۔انہیں اللہ تعالیٰ کے ارادے پر اعتراض نہیں تھا۔فرشتے تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار مخلوق ہیں کسی صورت بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دیتا ہے وہ بجا لاتے ہیں لیکن وہ حیران اس لئے تھے کہ عبادت کیلیے تو وہ کم نہ تھے پھر اس نئی مخلوق کو کس مقصد کیلیے پیدا کیا جارہا ہے۔انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (پ ا۔سورہ بقرہ: ۳۰)

(اے ہمارے ربّ) کیا ایسے کو (نائب) کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تیری تسبیح حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(اے میرے فرشتو!) بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔(پ ا۔سورہ بقرہ: ۳۰)

اللہ تعالیٰ تو ہر بات کو جانتا ہے خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات بھی تھی کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء کرام، اولیاء اللہ، نیک صالح زاہد، عابد اور اس سے محبت کرنے والے لوگ بھی پیدا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو برے کام کریں گے۔۔۔ ناحق لوگوں کو قتل کریں گے۔۔۔ چوری کریں گے۔۔۔ رِشوت لیں گے۔۔۔ جھگڑا کریں گے۔۔۔ زمین میں فساد پھیلائیں گے۔

ماموں جان! جھگڑا کرنے والے لوگ تو اچھے نہیں ہوتے نا! حسن نے معصومیت سے پوچھا۔

ہاں بیٹا! جو لوگ لڑتے جھگڑتے ہیں وہ اچھے لوگ نہیں ہوتے۔

سعد ماموں نے پیار بھری نظروں سے حسن کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن ماموں جان! اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو کس طرح پیدا فرمایا؟

ہاں بیٹا۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو مٹی کی ایک مٹھی سے پیدا فرمایا۔

اس مٹھی بھر مٹی کو تمام زمین سے لیا اس مٹی میں ہر قسم کے ذرّات شامل تھے۔ سفید رنگ، سیاہ رنگ اور درمیانی رنگ والی مٹی لی گئی اسی طرح کچھ مٹی نرم زمین سے لی گئی اور کچھ سخت سے پھر اس مٹی کا گارا بنایا پھر اس گارے سے ایک صورت تیار کی، یہ صورت آدمی کی تھی۔ پھر اس میں اپنی روح پھونکی اس طرح ان میں زندگی آگئی، وہ حرکت کرنے لگے۔

مٹی کی اس مٹھی میں چونکہ تمام اقسام کی مٹی شامل تھی اس لئے دنیا میں جتنے لوگ پیدا ہوئے یا ہوں گے، سب مختلف رنگوں اور مختلف مزاجوں کے ہیں۔

سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جلیل القدر صحابہ کرام میں سے ہیں وہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (میں اس کا مفہوم بتا دیتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو ایسی مٹی کی مٹھی سے پیدا فرمایا جس کو تمام زمین سے لیا گیا تھا اس لئے سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں وہ تمام خصوصیات ہیں جتنے قسم کے رنگوں والی مٹی آپ کے جسم میں لگائی گئی۔ آپ کی اولاد میں اتنے ہی رنگ پائے جاتے ہیں کوئی سفید رنگ کا ہے، کوئی گندمی رنگ کا ہے اور کوئی کالے رنگ کا کوئی اچھا کوئی برا کوئی نرم دل اور کوئی سخت مزاج۔

ماموں جان تو آپ کہہ رہے تھے کہ تخلیقِ آدم کے وقت فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ تو ایسی مخلوق کو پیدا کر رہا ہے جو زمین میں فساد کرے گی اور خون بہائے گی۔ جنید نے کہا۔

ہاں تو بچو!

چونکہ فرشتے تخلیق آدم کی حکمت سے ناواقف تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ تخلیق آدم کا مقصد اور فرشتوں پر ان کی فضیلت و برتری واضح کر دی جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو چھوٹی بڑی تمام اشیاء کا نام سکھا دیا اور پھر فرشتوں کے سامنے ان تمام چیزوں کو پیش کر کے فرمایا:

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ○ (پ ا۔ سورہ بقرہ: ۳۱)

پھر پیش کیا انہیں فرشتوں کے سامنے اور فرمایا بتاؤ تو مجھے نام ان چیزوں کے اگر تم (اپنے اس خیال میں) سچے ہو۔

فرشتے ان چیزوں کے نام نہیں بتا سکے، خاموش رہے انہیں پتا نہ چل سکا کہ ان چیزوں کے نام کیا ہیں آخر انہوں نے عاجزی وانکساری سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی:

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ○ (پ ا۔ سورہ بقرہ: ۳۲)

عرض کرنے لگے ہر عیب سے پاک تو ہی ہے کچھ علم نہیں ہمیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھا دیا۔ بے شک تو ہی علم وحکمت والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا:

اے آدم! تم انہیں ان چیزوں کے نام بتادو۔

تو آدم علیہ السلام نے اُن تمام اشیاء کے نام بتادیئے۔ جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی وسعتِ علم اور اپنے عجز کا اعتراف کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔

اس کا مطلب ہے کہ علم کی بہت اہمیت ہے ماموں جان! حسن نے پوچھا!

ماموں جان ہماری مس بتارہی تھیں کہ جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے نکلتا ہے۔اس کیلئے پرندے اور مچھلیاں بھی دعا کرتی ہیں۔ جویریہ نے بے تابانہ کہا۔

ہاں بچو!

علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون، ہامان، شداد اور نمرود کی، مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے مگر علم بڑھتا ہے۔

مال کی حفاظت انسان خود کرتا ہے لیکن علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔

دیکھو نا یہ عزت و سرفرازی علم ہی کے سبب سے تو ہے۔

اور بغیر علم کے بھی کوئی زندگی ہے۔۔؟

علم ہی سے انسان انسان ہے
علم جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی

ہاں تو بچو! میں بتا رہا تھا کہ آدم علیہ السلام نے تمام اشیاء کے نام بتا دیئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ (پ ا۔ سورہ بقرہ: ۳۴)

لیکن ماموں جان! سجدہ تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی نہیں کیا جاتا۔ اُسید نے حیرانگی سے کہا۔

ہاں بیٹا! یہ سجدۂ تعظیمی تھا، سجدہ عبادت نہیں تھا! سجدہ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں۔

فرشتوں کو سجدہ تعظیمی کا حکم دیا گیا تھا یہ عبادت والا سجدہ نہیں تھا جیسے سیّدنا یوسف علیہ السلام کے سامنے آپ کے بھائیوں نے تعظیماً سجدہ کیا تھا اس کا تفصیلی ذکر ہم یوسف علیہ السلام کے واقعے میں کریں گے۔

یہاں بس اتنا سمجھ لو! کہ ہمارے نبی کی شریعت میں سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ پچھلی شریعتوں میں جائز تھا۔

غرور کی سزا

اچھاماموں! پھر کیاہوا!

ہاں! توپھر تمام فرشتے سجدہ میں گر گئے سوائے شیطان کے۔

ایک منٹ سعد! زنیرا آپی نہ جانے کب سے بیٹھی سن رہی تھیں۔

جی آپی !(سعد ماموں نے ادب سے کہا)

سعد! پہلے یہ تو بتاؤ شیطان کون تھا؟ کیاوہ بھی ایک فرشتہ تھا؟

سعد ماموں نے کہا کہ ہاں آپی میں اسی طرف آرہا تھا۔چند سیکنڈ کی خاموشی کے بعد پھر ماموں جان کی آواز گونجی!

وہ ایک جنّ تھا، فرشتہ نہیں تھا!

جب فرشتوں نے دیکھا کہ شیطان نے سجدہ نہیں کیاتو وہ دوبارہ سجدے میں گر گئے۔

اللہ تعالٰی نے ابلیس یعنی شیطان سے دریافت کیا!

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ

اے ابلیس تجھے اس کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا
جسے میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ کیا تجھے
غرور آگیا یا تو تھا ہی مغروروں میں سے تو ابلیس کہنے لگا کہ
میں اس سے افضل ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے
اور آدم کو مٹی سے۔ (پ ۲۳۔ سورہ ص: ۷۵۔۷۶)

ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا تھا اس میں اس کا اپنا کوئی کمال نہیں تھا پھر بھی وہ غرور کرنے لگا اپنے آپ کو افضل سمجھنے لگا اور گمراہی میں پڑ گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا تھا کہ ان میں افضل کون ہے یہ غرور اور تکبر ابلیس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف لے گیا اور ضد وہٹ دھرمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت سے نکال دیا ساتھ ہی اس پر لعنت فرمائی کہ تو یہاں سے نکل جا تو مردود ہے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ ○ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى
يَوْمِ الدِّيْنِ ○ (پ ۲۳۔ سورہ ص: ۷۷۔۷۸)

تو جنت سے نکل جا! تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک
تجھ پر لعنت ہے۔

دیکھا بچو!

آپ نے اللہ کے نبی کی تعظیم اور ادب نہ کرنے کی وجہ سے سینکڑوں سال عبادت کرنے والے کو جنت سے نکال دیا گیا نہ صرف یہ کہ نکالا گیا بلکہ ذلت ونامرادی کے ساتھ نکالا گیا۔ (اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے)

شیطان کی انسان دشمنی

پھر! پھر کیا ہوا! تابندہ نے بے تابی سے پوچھا۔

شیطان نے ایک تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس پر نادم اور شرمندہ ہونے کے بجائے اکڑتا چلا گیا اور آدم علیہ السلام کے حسد نے اس کو اس قدر گستاخ اور بدتمیز کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سے کہنے لگا:

تو نے مجھے اپنی رحمت سے دھتکار دیا ہے اس آدم کی وجہ سے۔ اچھا تو پھر مجھے اتنی مہلت قیامت تک دے دے کہ میں اس کی اولاد کو بہکاؤں، ان کو آپس میں لڑاؤں، انہیں تیری نافرمانی پر آکساؤں، ان میں نفرت، بغض، کینہ پیدا کروں اور انہیں قتل و غارت گری پر لگا دوں۔

پھر کیا ہوا؟ ماموں جان! علی نے دلچسپی سے پوچھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ (پ۸۔ سورہ اعراف: ۱۵)

بے شک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے۔

جب ابلیس کو معلوم ہو گیا کہ اسے قیامت تک کی مہلت مل گئی ہے تو اکڑ کر کہنے لگا:

ے اللہ! میں تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں آدم کی اولاد کو ضرور ضرور بہکاؤں ،انہیں ہر سمت سے گھیر کر گناہوں کی طرف لاؤں گا ان کے ذہنوں میں شکوک شبہات کے کانٹے چبھوؤں گا حرام چیزوں کو ان کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش روں گا یہاں تک کہ یہ تیری نافرمانی کریں گے اور تیری نعمتوں کا انکار کریں گے البتہ و نیک ہوں گے، مخلص ہوں گے، عبادت گزار ہوں گے تیرے نبیوں اور رسولوں سے سچی محبت کرنے والے ہوں گے انہیں میں گمراہ نہیں کر سکوں گا۔

س وقت سے ابلیس انسان کا دشمن ہے اور اس کوشش میں مصروف رہتا ہے کہ کسی طرح انسان کو گمراہ کر دے ان کے درمیان نفرتیں پیدا کر دے ان کو اچھے کاموں سے ہٹا کر بُرے کاموں پر لگا دے۔

ور ان سے جھوٹ، غیبت، حسد، تکبر، غرور، چوری اور دیگر بُرے کام کروائے تاکہ انسان جنت میں نہ جا سکے اور جہنم کا ایندھن بن جائے۔

اوہ! تو یہ ہے شیطان کا مقصد کہ آدم علیہ السلام کی اولاد کو جہنم کی آگ میں دھکیل دے۔ حسن نے سوچتے ہوئے کہا۔

پھر کیا ہوا؟ ماموں جان! تابندہ نے حسبِ معمول بے تابی سے پوچھا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنت سے نکال دیا اور سیّدنا آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ جنت میں رہیں اور سیدنا آدم علیہ السلام کی انسیت کیلئے آپ کی بائیں پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا۔

پہلی محفل میلاد

ارے ایک بہت اہم بات تو میں آپ کو بتانا بھول ہی گیا۔ سعد ماموں نے سوچتے ہوئے کہا۔

سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت سے ان کی تمام اولاد جو قیامت تک آنے والی تھی سب کی ارواح کو باہر نکالا اور تمام اولادِ آدم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط (پ ۸۔ سورہ اعراف: ۱۷۲)

کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟

سب نے بیک آواز ہو کر کہا:۔

قَالُوْا بَلٰی (پ ۸۔ سورہ اعراف: ۱۷۲)

کیوں نہیں اے ہمارے ربّ

اُس کے بعد ایک خاص محفل منعقد ہوئی جسے پہلی محفلِ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کہا جا سکتا ہے جس میں صرف تمام انبیاء کرام علیہم السلام مدعو تھے اُن سب سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا۔

معلوم ہے کس چیز کا عہد۔۔۔۔۔!

نہیں! ماموں جان! تمام بچوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

قرآن کریم نے اس محفل میلاد کا ذکر اس طرح کیا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پ ۳۔ سورہ آل عمران: ۸۱۔۸۲)

اور یاد کرو جب لیا اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو، دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کہ تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی: ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا: تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پھر جو کوئی پھرے اس (پختہ عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

تو بچو! یہ تھی میلاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہلی محفل

شیطان کا فریب

اچھا بچو!

تو آدم علیہ السلام جنت میں رہتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے جتنا چاہو کھاؤ پیو مگر فلاں درخت کا پھل مت کھانا۔

ماموں جان وہ کس چیز کا درخت تھا؟ حسن نے پوچھا۔

بچو! اس کے بارے میں کوئی واضح بات نہیں ملتی کہ وہ کس چیز کا درخت تھا بعض علماء کرام نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ گندم کا درخت تھا بہر حال وہ جس چیز کا بھی درخت تھا اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم اور حوا علیہا السلام کو اس کے پاس جانے سے منع فرمادیا۔

سیّدنا آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی۔ ان کی زندگی آرام و سکون سے گزرنے لگی وہ جنت کے پھل کھاتے اس میں بہنے والی دودھ اور شہد کی نہروں سے لطف اندوز ہوتے، جنت کی خوبصورت سیر گاہوں میں گھومتے پھرتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے اور اس کی عبادت کرتے اور اس درخت کے قریب بھی نہیں جاتے جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں روکا تھا۔

ان یہ سب دیکھتا اور دل ہی دل میں پیچ وتاب کھاتا مارے غصے کے اس کا برا حال
یا اس کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے بری طرح تلملانے لگا آخر اس سے رہا نہیں گیا
اس نے یہ تہیہ کر لیا کہ ان کو جنت سے ضرور نکلوا کر دم لے گا۔

دن ان کے پاس آیا اور بھولی شکل بنا کر کہنے لگا:

تم دونوں کو دیکھتا ہوں کہ تم آرام وسکون سے زندگی بسر کر رہے ہو۔

وں نے کہا: ہاں الحمد للہ ایسا ہی ہے، اللہ کا شکر ہے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے

ں۔

شیطان نے کہا:

تمہیں اس درخت کے بارے میں نہیں بتاؤں جس کے پھل کو کھا کر تم ہمیشہ کیلئے

جنت کے باسی بن جاؤ گے!

ہوں نے پوچھا کہ وہ کون سے درخت کا پھل ہے؟

یطان نے اس درخت کی طرف اشارہ کیا جس کو ان کیلئے ممنوع قرار دیا گیا تھا۔

لیس کی بات سن کر انہوں نے کہا:

للہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس درخت کا پھل نہ کھائیں ہم اپنے ربّ کی نافرمانی

ہیں کر سکتے۔

جب شیطان نے دیکھا کہ سیدنا آدم علیہ السلام اس کی بات ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔

تو اس نے ان کو پھسلاتے ہوئے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس

درخت کا پھل کھانے سے کیوں منع کیا تھا!

دونوں نے جواب دیا:

ہمیں نہیں معلوم۔

ابلیس نے کہا کہ

تمہیں تمہارے ربّ نے اس درخت کا پھل کھانے سے اس لئے منع کیا تھا کہ اس وقت تمہارا معدہ اس درخت کے پھل کو ہضم نہیں کر سکتا تھا اب تو تمہیں جنت میں رہتے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا اور اگر تم نے اس پھل کو کھا لیا تو تم ہمیشہ اس جنت میں رہو گے کبھی بھی اس جنت سے نہیں نکالے جاؤ گے۔

سیّدنا آدم علیہ السلام اور حضرت حوا نے اب بھی اس کی بات نہیں مانی ادھر ابلیس بھی برابر کوشش کرتا رہا۔

آخر اس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنی بات پر اصرار کیا۔

جب اس نے قسم کھائی تو حضرت حوا کو واقعی یقین ہو گیا کہ یہ سچ بول رہا ہے انہوں نے بھی سیدنا آدم علیہ السلام سے کہا کہ جب یہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا رہا ہے تو جھوٹ تو نہیں بولے گا یہ کہہ کر حضرت حوا نے خود بھی اس درخت کا پھل کھا لیا اور سیدنا آدم علیہ السلام کو بھی اس درخت کا پھل کھلا دیا۔

آدم علیہ السلام زمین پر

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اس درخت کا پھل کھانے سے منع فرمایا تھا جب تک وہ اس درخت سے دور رہے اور اس درخت کے پھل کو نہیں کھایا آرام وسکون سے زندگی بسر کرتے رہے جنت میں تو آرام ہی آرام تھا۔ آسائشیں ہی آسائشیں تھیں۔ بھوک کیا چیز ہے، پیاس کسے کہتے ہیں، سردی کیا ہوتی ہے، گرمی کسے کہتے ہیں ڈر کیا ہوتا ہے، غصہ کسے کہتے ہیں، شرمندگی کس چیز کا نام ہے۔

لیکن جونہی انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا جنتی لباس ان کے جسموں سے اتر گیا دونوں سخت پشیمان ہوئے اور جنت کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپنے لگے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا:۔

"کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے نہ روکا تھا اور یہ نہ کہا تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے"

دونوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے عاجزی وانکساری سے عرض کیا:

"اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا تو واقعی ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے"

اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت سے نیچے اترنے کا حکم دیا۔

قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں:۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (پ ا۔ سورہ بقرہ: ۳۸۔۳۹)

ہم نے حکم دیا کہ اتر جاؤ اس جنت سے سب کے سب پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے (پیغام ہدایت) تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی انہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آدم علیہ السلام سے یہ بھول تو ہو گئی مگر آپ اس پر اس قدر شرمندہ ہوئے کہ آنسوؤں کے دریا بہا دیئے دن رات آپ کی آنکھوں سے اشکوں کا پانی برستا رہا۔

کئی سال اس طرح گزر گئے اتنے میں ان کو یاد آیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے جب پیدا کیا تھا اور روح خاص میرے اندر پھونکی تھی اس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تو اس جگہ لکھا دیکھا:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے محبوب بندہ ہے اس لئے سیدنا آدم علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ غَفَرْتَ لِیْ (تفسیر عزیزی، بیہقی، طبرانی)

اے اللہ میں تجھ سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
صدقہ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش فرمائی اور وحی بھیجی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کہاں سے جانا تم نے؟

انہوں نے تمام ماجرا عرض کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے آدم اگر میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پیدا نہ فرماتا تو تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔

تمام بچے پوری توجہ سے سن رہے تھے۔

تو بچو! آپ کی سمجھ میں یہ بات تو آگئی ہوگی کہ شیطان کیوں انسان کا دشمن ہے اور یہ انسان کو کیوں بہکاتا ہے۔

جی ناموں جان! سب بچوں نے ایک ساتھ کہا۔

خیر آگے بھی سُنیں۔ زمین پر سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی زندگی جنت سے بالکل مختلف تھی۔

جنت میں ان کو بغیر کسی محنت کے لباس، کھانا پینا اور دیگر زندگی کی سہولیات میسر تھیں لیکن دنیا میں آکر ان کو روزی کی تلاش کرنا پڑی تب سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس

حضرت جبرائیل علیہ السلام گندم کے سات دانے لے کر تشریف لائے اور آپ کو دے دیئے۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اور اس کا میں کیا کروں؟ حضرت جبرائیل نے کہا کہ اسے زمین میں بو دیجئے اس سے ایک فصل اُگے گی آپ اس کی کٹائی کر کے صفائی کرنا پھر اس کو پیس کر آٹا گوندھنا اور اس سے روٹیاں بنا کر کھانا آئندہ زمین پر آپ کی اور آپ کی تمام اولاد کی یہی غذا ہو گی لہٰذا اب وہ روزی کیلئے کھیتی باڑی کرتے ہل چلاتے، رہنے کیلئے مکان اور پہننے کیلئے کپڑے حاصل کرنے کیلئے بھی ان کو جستجو کرنا پڑتی۔

اسی طرح سیدہ حوا علیہا السلام کے ذمے گھر کے اندرونی معاملات تھے کھانا پکانا گھر کی حفاظت کرنا، بچوں کی دیکھ بھال کرنا، کپڑے سینا وغیرہ یہ سب کام ان کے ذِمے تھے۔ اس طرح زمین پر انسان کی ابتداء ہوئی۔

اس کے بعد آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا درس دیتے اور انہیں بتاتے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور انہیں اس بات سے بھی آگاہ کرتے کہ شیطان اور اس کے وسوسوں سے ہمیشہ خبردار رہنا یہ انسان کو پھسلا اور بہکا دیتا ہے اس لئے کہ اسی کی وجہ سے انہیں جنت سے نکلنا پڑا تھا۔

سیّدنا آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو ایک نبی کی بشارت بھی دیتے تھے۔

کس نبی کی؟ اُم ایمن نے پوچھا۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔

جب اللہ تعالیٰ نے عرش پر پہلی محفلِ میلاد رکھی تھی تو انبیاء کرام سے جو عہد لیا تھا۔

یاد آیا۔۔۔۔۔؟

ہاں ! ہاں ! سورہ عمران کی آیت ۸۲ جو ابھی آپ نے سنائی تھی۔ حسن نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

ہاں بچو! تو سیدنا آدم علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارت بھی دیتے تھے کہ وہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے ان پر ضرور ضرور ایمان لانا اور ضرور ضرور ان کے دین کی مدد کرنا۔

اس طرح سینکڑوں برس گزر گئے اور اس دوران انہوں نے زمین پر اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر خانہ کعبہ بھی تعمیر کیا۔ انہوں نے خود بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اپنی اولاد کو بھی اس کی عبادت کا حکم دیا۔

یہاں تک کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار برس ہو گئی۔

جب آدم علیہ السلام کا وقتِ آخر آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمائش کی کہ میرا جنت کے میوے کھانے کا دل کر رہا ہے تم لوگ خانہ کعبہ میں جاؤ اور وہاں جا کر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری یہ تمنا پوری فرمادے۔

آپ کے فرزند یہ سُن کر خانہ کعبہ کی طرف جانے لگے راستے میں انہیں سامنے سے فرشتے آتے ہوئے ملے جن سے انہوں نے سیدنا آدم علیہ السلام کی فرمائش کا ذکر کیا فرشتوں نے کہا: آؤ ہمارے ساتھ ہم جنت کے میوے ساتھ لائیں ہیں۔

چنانچہ یہ سب سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس پہنچے حضرت حوا نے ان فرشتوں کو دیکھ لیا اور پہچان گئیں اور سیّدنا آدم علیہ السلام سے چمٹ گئیں سیّدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا:

مجھے میرے ربّ کے فرشتوں کے ساتھ رہنے دو۔

پھر فرشتوں نے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی روح قبض کی، غسل دیا، کفن پہنایا ،خوشبو لگائی پھر انہوں نے اُن کی نمازِ جنازہ ادا کی اور پھر انہیں قبر میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی پھر انہوں نے کہا کہ آدم کے بیٹو! تمہارے لئے بھی یہی طریقہ ہے۔

آگے کیا ہوا انسان اس زمین پر کیسے رہا؟

اور ہولناک طوفان کا عذاب کیوں آیا؟

ماموں جان! ابھی بتایئے نا کہ یہ ہولناک طوفان کیوں آیا تھا؟

نہیں بچو اب جا کر سو جاؤ ورنہ فجر کی نماز میں آنکھ نہیں کھلے گی۔

اِنشاء اللہ پھر کبھی اس طوفان کی کہانی ضرور سناؤں گا۔

شب بخیر

قصہ سیدنا ادریس علیہ السلام

جنت کی سیر

حضرت ادریس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں ان کیلئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝

وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ (پ۱۶۔ سورہ مریم: ۵۶۔۵۷)

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام کی طرف اٹھایا۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے ایک دن ملک الموت سے جو ان کے دوست تھے کہا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کہ کیسا ہوتا ہے؟

ملک الموت نے آپ کی یہ خواہش پوری فرمادی اور روح قبض کر کے واپس لوٹا دی۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا اب مجھے ذرا جہنم دکھا دو تاکہ خوف الٰہی زیادہ ہو آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کو جہنم کے دروازے پر لے جایا گیا۔ آپ نے مالک نامی فرشتہ جو جہنم کا داروغہ ہے سے فرمایا کہ دروازہ کھولو میں اس سے گزرنا چاہتا ہوں۔

چنانچہ اس نے بھی آپ کے حکم کی تعمیل کی اور آپ اس پر سے گزر گئے۔

پھر آپ نے فرشتے سے کہا کہ اب مجھے جنت کی سیر کراؤ۔

وہ آپ کو جنت کے دروازے پر لے گئے

آپ نے رضوان نامی فرشتے، جو جنت کے داروغہ ہے سے فرمایا: جنت کے دروازے کھولو۔

جنت کے دروازے آپ کیلئے کھول دیئے گئے آپ جنت میں تشریف لے گئے اور جنت کی سیر کرتے رہے۔

ملک الموت کچھ دیر تک انتظار کرتے رہے کہ آپ جب سیر سے فارغ ہو جائیں تو واپس زمین پر چلیں لیکن جب کافی دیر ہو گئی تو انہوں نے کہا: اب آپ علیہ السلام زمین پر اپنے مقام پر تشریف لے چلیں۔

آپ نے فرمایا: اب تو میں کہیں نہیں جاؤں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (سورہ انبیاء آیت 35)

ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

اور میں موت کا ذائقہ چکھ چکا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے کی دوسری شرط یہ لگائی ہے:

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (سورہ مریم آیت 71)

کہ ہر شخص کو جہنم پر سے گزرنا ہے

اور میں جہنم پر سے گزر چکا ہوں۔ اب میں جنت میں داخل ہو چکا ہوں جس کیلئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ (سورہ حجر 48)

جنت والوں کو جنت سے نہیں نکالا جائے گا

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مجھے یہاں سے نہیں نکالا جا سکتا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے اس کلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے فرمایا:

اے عزرائیل!

میرے بندے ادریس نے سب کام میری مرضی سے کیے ہیں انہیں یہاں ہی رہنے دو

آپ علیہ السلام ابھی تک آسمانوں پر زندہ ہیں۔

قصہ سیدنا نوح علیہ السلام

طوفان کا عذاب

ٹی وی کی اسکرین پر نیوز اینکر مستقل یہ اعلان کر رہی تھی کہ تقریباً چوبیس گھنٹے کے بعد طوفان کراچی کے ساحل سے ٹکرا جائے گا۔

اس سے تو شدید تباہی پھیلے گی نا! رابعہ باجی، شارق نے پریشانی سے اپنی بڑی بہن سے پوچھا۔جی ہاں ! بس اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یہ طوفان ٹل جائے۔

رابعہ باجی !ابھی کچھ سال پہلے ہی انڈونیشیا میں سونامی نے تباہی مچائی تھی جس میں بہت سارے لوگ مر گئے تھے۔

وقاص بھی اپنی معلومات کے مطابق گفتگو میں شامل ہوا۔سب ہی لوگ اس وقت نیوز سُن رہے تھے۔

اور باباجان خبروں کے ساتھ ساتھ ان سب بچوں کی باتیں بھی سُن رہے تھے۔

بچو ! باباجان نے آواز دی۔

جی باباجان ! سب بچوں نے جواب دیا۔

اس موقع پر زیادہ سے زیادہ اِستغفار کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگنا چاہئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تھا اور سیدنا نوح علیہ السلام کی پوری قوم جو اللہ تعالیٰ کی نافرمان تھی اس طوفان میں ڈوب کر ہلاک ہو گئی تھی۔

ابا جان وہ کیسے؟ عارفہ نے پوچھا۔

آپ لوگوں کو تو پتہ ہے حضرت ادریس علیہ السلام کے اس دنیا سے جانے کے بعد لوگ آپ علیہ السلام کی تعلیمات کو آہستہ آہستہ بھولتے چلے گئے اور شرک کے مرض میں مبتلا ہو گئے انہوں نے اپنے اپنے پتھروں کے خدا بنا لیے۔ ان بتوں کے نام یہ تھے:

ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔

جب زمین پر فساد بڑھتا ہی چلا گیا لوگ اپنے ربّ سے غافل ہو گئے اور جب لوگ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتے ہیں تو وہ نہ تو اور لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہیں اور نہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی اُن لوگوں کے ساتھ بھی معاملہ ہوا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی رہنمائی کیلئے اپنے برگزیدہ نبی سیّدنا نوح علیہ السلام کو بھیجا تاکہ وہ جا کر اُن کو سمجھائیں اور راہِ ہدایت دکھائیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ یہ بتوں کی عبادت کہاں کی عقلمندی ہے جن کو تم خود اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو انہی کی عبادت کرتے ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں کو دین کی تبلیغ کرتے رہے پیار سے محبت سے سمجھاتے رہے۔ گھر گھر جا کر دعوت دیتے، محلے میں دین کی تبلیغ کرتے، بازاروں میں توحید کے پیغام کو عام کرتے۔ تنہائی میں لوگوں کو سمجھاتے، اجتماعی طور پر قوم کو فلاح اور نیکی کی دعوت دیتے۔ آپ نے قوم کو عذاب سے بھی ڈرایا جنت کی رغبت بھی

دلائی مگر قوم ٹس سے مس نہیں ہوئی وہ جہالت اور شرک کی تاریکی میں ڈوبی رہی۔ بلکہ معاملہ تو یہاں تک پہنچ گیا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو تکلیفیں پہنچانے لگے۔ کبھی پتھر مارتے، کبھی ان پر جملے کستے اور کبھی ان کا مذاق اُڑاتے یا پھر کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے۔ اور کبھی اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لیتے تا کہ نوح علیہ السلام کا چہرہ نظروں سے اوجھل رہے حضرت نوح علیہ السلام یہ سب کچھ صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔

آپ نے اپنی قوم سے کہا:

"بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا مقررہ وقت جب آجاتا ہے تو اسے موخر نہیں کیا جاسکتا کاش تم حقیقت جان لیتے۔

سیّدنا نوح علیہ السلام انہیں عذاب الٰہی سے ڈراتے رہے کہ اگر تم نے سیدھی راہ کو نہ اپنایا تو تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے گا۔

تو قوم کے لوگ سیدنا نوح علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہنے لگے:

بھئی دیکھو نوح جو ہے دیوانہ ہو گیا ہے۔

پھر کہتے! یہ جو تم نے عذاب عذاب کی رٹ لگا رکھی ہے تو پھر کیوں نہیں لے آتے یہ عذاب؟ ہم تو بڑی شدت کے ساتھ تمہارے رب کے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں۔

سیدنا نوح علیہ السلام صبر کرتے رہے حالانکہ کافروں نے آپ علیہ السلام کو بہت ستایا آپ ان سے جتنی محبت سے بات کرتے یہ اس سے زیادہ نفرت سے جواب دیتے۔ قوم کے سردار کہنے لگے: اے نوح! ہم تو تمہیں اپنی ہی طرح کا بشر دیکھتے ہیں۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا

مِّثْلَنَا (پ ۱۲۔ سورہ ہود: ۲۷)

قوم کے سردار بولے: ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی

دیکھتے ہیں۔

اور دوسرا تمہارا مسئلہ یہ ہے کہ تمہاری دعوت صرف غریب اور گھٹیا لوگوں نے قبول کی ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم جیسے اعلیٰ شان والے سمجھ دار، پڑھے لکھے لوگ تم پر ایمان لاکر اُن جیسے گھٹیا ہو جائیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں ان کو یہاں سے نہیں نکال سکتا یہ تو ایمان لا چکے ہیں اور اپنے رب سے ملاقات کے خواہش مند ہیں۔ ہاں البتہ تم لوگ حقیقت سے ناواقف ہو۔

قوم کے سردار کہنے لگے کہ اے نوح! تم نے جو ان بتوں کی مخالفت کی ہے اس کی وجہ سے ہم تمہیں گمراہ سمجھتے ہیں بلکہ تمہیں جھوٹا بھی خیال کرتے ہیں تم بھی جھوٹے ہو اور تمہاری تعریف کرنے والے بھی جھوٹے ہیں اور اب تو انہوں نے سیّدنا نوح علیہ السلام کو جان سے مارنے کی دھمکی بھی دے دی تھی۔

اچھا! سب بچوں نے ایک ساتھ کہا۔

ایک تو سیّدنا نوح علیہ السلام انہیں بھلائی کی طرف بلا رہے تھے اور وہ اس کے جواب میں اُن کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ شارق نے کہا۔

اور اب تو بابا جان حد ہو گئی وہ اُنہیں جان سے مارنے کی دھمکی دینے لگے۔ فہد نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔

سیدنا نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک اللہ کے دین کی تبلیغ کرتے رہے۔

کیا؟ ۔۔۔ ساڑھے نو سو سال۔۔۔۔۔ فہد نے حیرت سے کہا۔

اور آپ پر صرف گنتی کے چند آدمی ہی ایمان لائے، جب بھی کوئی بوڑھا مرتا تو وہ اپنی اولاد کو یہی نصیحت کرتا کہ ان پر ایمان نہیں لانا۔

ایک دن سیّدنا نوح علیہ السلام لوگوں کو تبلیغ کر رہے تھے کہ ایک بوڑھا شخص اپنے بیٹے کے ساتھ لاٹھی ٹیکتا ہوا جا رہا تھا۔ بوڑھے باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ دیکھو یہ شخص جو تبلیغ کر رہا ہے یہ ہمارے آباو اجداد کے دین سے پھر گیا ہے اور ہمارے بتوں کے خلاف تقریریں کرتا ہے تم اس شخص کے جال میں نہیں پھنس جانا۔

باپ کی بات سن کر بیٹے نے کہا کہ ابا جان! ذرا یہاں فٹ پاتھ پر بیٹھو اور اپنی لاٹھی مجھے دے دو، باپ نے اپنی لاٹھی بیٹے کو دے دی۔ اس لڑکے نے حضرت نوح علیہ السلام پر اس لاٹھی سے حملہ کر دیا اور آپ شدید زخمی ہو گئے۔

کشتی کی تعمیر

جب حضرت نوح علیہ السلام نے دیکھا کہ اب آپ پر کوئی ایمان نہیں لائے گا تو آپ نے دعا کی:۔

اے میرے ربّ زمین پر کافروں میں سے کوئی بھی بسنے والا نہ چھوڑ، بے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد ہو گی تو وہ بھی انہی کی طرح بدکار اور بڑی ناشکری ہو گی۔

اللہ تعالٰی نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت نوح علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ تم ایک بڑی سی کشتی تیار کرلو اور اس کشتی کے اندر وہ لوگ جو تم پر ایمان لائے ہیں اُن کو سوار کرلینا اس کے ساتھ جانوروں میں سے ہر جانور کا ایک ایک جوڑا بھی اپنے ساتھ کشتی میں سوار کرلینا کیونکہ اس کشتی سے باہر جو طوفان آئے گا تو کوئی انسان اور جانور زندہ نہیں بچے گا۔

یعنی بابا جان سوائے کشتی کے پوری زمین پر پانی ہی پانی ہو گا۔ فہد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں بیٹا! پوری زمین پر پانی ہی پانی سوائے کشتی کے۔

اس کا مقصد تو بابا جان یہ ہوا کہ سونامی سے بھی بڑا طوفان آیا ہو گا۔

ہاں بیٹا! یہ ہولناک طوفان سونامی سے بھی بڑا تھا۔ سوائے کشتی کے کوئی اور جاندار زندہ ہی نہیں بچا۔

اچھا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مطابق کشتی بنانا شروع کر دی۔

جب کافروں نے دیکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی تیار کر رہے ہیں تو کہنے لگے:

اے نوح! پہلے تو تم کھیتی باڑی کرتے تھے اب تم نے یہ بڑھئی کا کام بھی شروع کر دیا۔

ان پر ہنستے، قہقہے لگاتے کہتے:

نوح! تم دیوانے ہو گئے ہو۔ پانی تو ہے ہی نہیں کشتی کہاں پر چلاؤ گے؟

حضرت نوح علیہ السلام اُن کے جواب میں کہتے کہ اب بھی وقت ہے تم سرکشی ترک کر دو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ ورنہ جب طوفان آئے گا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

مگر یہ ظالم کہاں باز آنے والے تھے۔

کہنے لگے: اے نوح! فرض کر لیتے ہیں کہ تمہارے خدا نے واقعی عذاب بھیج بھی دیا تو یہ اتنے بڑے بڑے پہاڑ کس لیے ہیں ہم ان پر چڑھ جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام جتنا ان کو سمجھاتے وہ اتنا ہی حضرت نوح علیہ السلام کا مذاق اڑاتے اور حضرت نوح علیہ السلام اپنے کام میں لگے رہے یہاں تک کہ کشتی مکمل تیار ہو گئی۔

یہ کشتی بہت بڑی تھی اور دو سال کے طویل عرصے میں تیار ہوئی تھی کشتی کی تین منزلیں تھیں۔ پہلی منزل میں درندوں، جانوروں وغیرہ کو رکھا گیا تھا، دوسری منزل

میں حضرت نوح علیہ السلام اور اہل ایمان تھے اور تیسری منزل میں پرندوں کو رکھا گیا تھا۔

جب کشتی میں تمام اہل ایمان اور جانوروں اور پرندوں کا ایک ایک جوڑا بھی داخل ہو گیا تو آپ نے اپنی بیوی اور بیٹے کنعان کو بھی آواز دی کہ وہ بھی کشتی میں آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

کنعان نے ادب کو ملحوظِ خاطر نہ رکھتے ہوئے اپنے والد نوح علیہ السلام سے کہا:

آپ میری فکر نہ کریں میں بھاگ کر اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، آپ نے فرمایا: آج اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! وہ کافر ہونے کی وجہ سے تمہارے گھر والوں میں شامل نہیں اس لیے ان کو چھوڑ دو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو چھوڑ دیا اور کشتی کا دروازہ بند کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہو گئے۔

دوسری طرف زمین میں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا اور اوپر سے بھی تیز بارش شروع ہو گئی کشتی نے تیرنا شروع کر دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو جن لوگوں نے قبول نہیں کیا اور حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا وہ سب کے سب لوگ اس طوفان میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیرتی ہوئی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل لے اور آسمان کو حکم دیا کہ تھم جائے پھر اللہ تعالیٰ نے خشک اور تیز ہوائیں چلائیں جس سے تمام زمین خشک ہو گئی۔

حضرت نوح علیہ السلام پھر تمام لوگوں کو لے کر کشتی سے باہر آئے اور آپ نے ایک نئی بستی ثمانین (یعنی اسی 80 افراد کی بستی) کے نام سے بسائی۔

طوفانِ نوح کے بعد نسلِ انسانی حضرت نوح علیہ السلام کے تینوں بیٹوں سام، حام اور یافث سے چلی کچھ عرصے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام وصال فرما گئے آپ کے بیٹوں نے آپ کو بیت اللہ کے قریب دفن کر دیا۔

لہٰذا اب جو ٹی وی پر طوفان کے آنے کی خبریں بتائی جا رہی ہیں تو ہمیں چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ استغفار کریں اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کریں کہ ہم اب اپنے ربّ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اپنے ربّ کا ہر حکم مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اب بچو سونے کی تیاری کرو۔

شب بخیر

قصہ سیدنا ھود علیہ السلام

سُرخ آندھی

بہت پرانے زمانے کی بات ہے اَحقاف کے علاقے میں عاد نام کی ایک قوم رہا کرتی تھی۔ یہ بہت ہی طاقتور قوم تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے لوگوں کو دیگر قوموں کے مقابلے میں بہت ہی طاقتور بنایا تھا یہ لوگ اپنے جسم، قد، ڈیل ڈول وغیرہ سے لحیم شحیم پہلوان نظر آتے تھے۔ اور دوسری قوموں کے لوگ ان کے سامنے بونے نظر آتے اور یہ دیکھنے سے ایسے لگتے کہ جیسے ان کے جسم فولاد کے بنے ہوئے ہیں یہ جس قوم سے بھی جنگ کرتے یا لڑتے تو تھوڑی ہی دیر میں اُس قوم کو شکست دے دیتے تھے اور کوئی دوسری قوم ان کو شکست نہیں دے پاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی ہر چیز میں برکت ڈال دی تھی ان کی وادیاں اونٹوں، گھوڑوں اور بکروں سے بھر گئی تھیں۔ ان کے کھیتوں میں فصلیں بھی بہت زیادہ ہوتیں ان کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے بھی عطا کیے غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی نعمتوں کی خوب بارش برسائی۔

جب دولت وثروت بہت زیادہ آگئی تو اس خوشحالی کی وجہ سے یہ لوگ عیش وعشرت میں پڑ گئے اور بلند بلند عمارتیں تعمیر کرنے لگے اور ان عمارتوں کی تعمیر کا مقصد رہائش نہیں بلکہ فخر و غرور اور طاقت کا اظہار ہوا کرتا تھا خود وہ خیموں میں رہتے تھے

یہ عیش و عشرت میں اس حد تک گُم ہو گئے کہ انہیں اپنے آباء واجداد کی سُنائی ہوئی کہانی "طوفانِ نوح" بھی یاد نہ رہی حالانکہ اس کے نشانات ان لوگوں نے خود دیکھے تھے۔ وہ یہ بھی بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو طوفان کے عذاب سے کیوں ہلاک کیا تھا۔

طوفان نوح کے بعد کا زمانہ کیونکہ اُنہی اہلِ ایمان افراد پر مشتمل تھا جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے لہٰذا دنیا سے بت پرستی ختم ہو چکی تھی ہر طرف توحید ورسالت کا چرچا تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ شیطان ان لوگوں کو توحید ورسالت کی دعوت سے غافل کرتا رہا کیونکہ اُسے سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے دشمنی تھی اور اُس نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ کہا بھی تھا کہ وہ آدم کی اولاد اور اللہ کے بندوں کو ضرور بہکائے گا۔

اب کیونکہ عرصۂ دراز سے سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر بھی نہیں آیا تھا اور لوگ توحید کی دعوت سے غافل ہونے لگے خاص طور پر قوم عاد تو بالکل ہی غافل ہو گئی تھی وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ بہت طاقتور ہیں دولت مند ہیں اس وجہ سے وہ جو چاہیں کرتے پھریں انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور یہ لوگ شیطان کے جال میں مکمل طور پر پھنس گئے۔ یہ عقل ہی کو سب کچھ سمجھنے لگے ان پر بھی شیطان نے وہی حربہ اپنایا جو وہ ہمیشہ استعمال کرتا ہے۔ یعنی پہلے ان کی آل اولاد کو تصویروں اور مجسموں کے فتنے میں مبتلا کیا اور پھر آہستہ آہستہ انہیں بت پرستی کا زہر پلا دیا۔

یہی کام قومِ عاد نے بھی کیا اور اور یہ قوم بھی اپنے نیک لوگوں کی تصویروں اور ان کے مجسموں کی پرستش کرنے لگی۔

جب اس قوم نے بھی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح شرک کرنا شروع کر دیا ان کی بت پرستی اور سرکشی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالٰی نے ان کی ہدایت کیلئے اپنے پیغمبر سیّدنا ہود علیہ السلام کو بھیجا۔

سیدنا ہود علیہ السلام نے ان کو سمجھایا توحید کی دعوت دی اور اسلام کا درس دیا مگر یہ قوم تو شیطان کے جال میں اس بُری طریقے سے پھنس چکی تھی کہ یہ حضرت ہود علیہ السلام سے کہنے لگے۔

اے ہود! ہم تو تمہیں بے وقوفوں میں سے سمجھتے ہیں اور جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں۔

کوئی یہ کہتا کہ اے ہود! تم تو ہماری طرح ہی بشر ہو۔

کافروں کا ہر دور میں اللہ تعالٰی کے پیغمبروں پر یہی اعتراض ہوتا تھا کہ تم تو ہماری طرح ہی بشر ہو۔

ان اعتراضات کے باوجود حضرت ہود علیہ السلام، اللہ تعالٰی کا پیغام ان لوگوں کو پہنچاتے رہے آپ ان کے پاس بار بار جاتے اور پیار سے سمجھاتے۔

کہ اے میری قوم! تم ان بتوں کی پرستش کیوں کرتے ہو جنہیں تم نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے تم اللہ تعالٰی کی عبادت کیوں نہیں کرتے جس نے تمہیں پیدا فرمایا ہے، تمہیں مال و دولت دی، اولاد کی نعمت عطا کی، خوشحالی عطا کی، رزق میں برکت دی، ان نعمتوں کا حق تو یہ ہے کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور تم اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی

پرستش میں لگے ہوئے ہو اور یہ بے جان بت نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں اور نہ ہی جواب دیتے ہیں یہ تم کو نفع و نقصان کیسے پہنچا سکتے ہیں۔

قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا: اے ہود! کیا ہم ان خداؤں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے اور ہم ان کی عبادت صرف تمہارے کہنے پر چھوڑ دیں ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔ اور تمہارے پاس نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ثبوت۔

حضرت ہود علیہ السلام اُنہیں پیار و محبت سے سمجھاتے رہے لیکن انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی بات نہیں مانی حضرت ہود علیہ السلام نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا بجائے اس کے کہ وہ نادم ہوتے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے کہنے لگے:

بھلا ہم سے بھی بڑھ کر کوئی طاقتور ہو سکتا ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام اُنہیں تبلیغ کرتے رہے سوائے چند لوگوں کے کوئی ایمان نہ لایا باقی پوری قوم مسلسل سرکشی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کافروں کو تنبیہ کے طور پر یہ سزا دی کہ تین سال تک ان پر بارش نہیں برسائی جس کی وجہ سے یہ لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے ان کے گھروں میں فاقے ہونے لگے ان کے کنوئیں خشک ہو گئے ان کے پاس گھاس بھی کھانے کیلئے نہیں تھی۔ جن کھیتوں پر یہ فخر کرتے تھے سب میدان بن گئے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں پھر سمجھایا کہ شاید اب یہ سمجھ جائیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں پھر حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو بڑے عذاب سے ڈرایا کہ

اصل عذاب تو اس سے بھی زیادہ خوفناک ہو گا تم اب بھی ان بتوں کی پرستش سے باز آ جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ۔

مگر یہ کہاں ماننے والے تھے کہنے لگے:

اے ہود! لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس کا تم ہم سے کہتے ہو۔

اور اپنے دل ہی دل میں خوش ہوتے کہ ہماری طاقت کا عالم تو یہ ہے کہ دنیا میں بسنے والی دیگر قومیں ہم سے ڈرتی ہیں ہم بلند و بالا عمارتیں تعمیر کر لیتے ہیں ہمارے قد تو پہاڑوں کے برابر ہیں ہمیں کوئی عذاب کیا ہلائے گا، ہم اس عذاب کا مقابلہ بھی کر لیں گے اور اسے اپنی طاقت سے روک لیں گے انہیں اپنی طاقت پر غرور تو تھا ہی۔ اسی گھمنڈ میں اُنہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو جواب دیا۔

جب قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ہود علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے ایمان والے ساتھیوں کو لے کر اس علاقے سے نکل جائیں۔

جب حضرت ہود علیہ السلام اور ایمان والے اس بستی سے نکل گئے پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر عجیب صورت میں آیا۔ طویل عرصے سے خشک سالی تھی بارش ہو نہیں رہی تھی کھانے کو اناج نہیں تھا کہ اچانک دیکھتے ہیں کہ آسمان پر سیاہ بادل نمودار ہو رہے ہیں۔ وہ بادلوں کو دیکھ کر خوشیاں منانے لگے کہ اب یہ بادل ہم پر برسیں گے اور ایک مرتبہ پھر خوشحالی ہمارے پاس آئے گی۔

قوم عاد کی ایک عورت تھی جس کا نام مہد تھا اُس نے جب ان بادلوں کی طرف دیکھا تو چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی۔

لوگ بہت حیران ہوئے کہ ابھی تو یہ اچھی بھلی تھی اور بادلوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہوئی اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی۔

جب اُسے ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا: اے مہد! تو نے کیا دیکھا جو بے ہوش ہو گئی؟

اُس نے بتایا: میں نے ان بادلوں میں ایک ایسی آندھی کو دیکھا ہے جو آگ کی طرح سرخ ہے اور اس کے پیچھے پیچھے کچھ لوگ ہیں جو اس کو ہنکاتے ہوئے لا رہے ہیں۔

جس بادل کو وہ بارش کا بادل سمجھ رہے تھے وہ تو عذاب کا بادل تھا اس میں بارش کے بجائے عذاب تھا جو کہ وہ خود چاہتے تھے۔

بس ذرا ہی دیر گزری تھی کہ تیز ہوائیں چلنے لگیں اور اس نے سرخ آندھی کی شکل اختیار کر لی یہ ہوا اتنی ہولناک تھی کہ اس ہوا نے قوم عاد کے طاقتور پہلوانوں کو پہلے اوپر اٹھایا اور پھر زمین پر پٹخ دیا۔ ان کے طاقتور لوگ ہوا میں یوں اڑ رہے تھے جیسے کوئی تنکا ہوا میں اُڑ رہا ہو اس آندھی میں ذرات بھی تھے اور بجلی کی کڑک جیسی ہولناک آوازیں بھی اس آندھی نے ان کے بڑے بڑے بلند و بالا محلات کو زمین بوس کر دیا ان کے خیمے ہوا میں اُڑ گئے۔ ان کی ہڈیاں ٹوٹ کر چورا چورا ہو گئیں ان کا گوشت بکھر گیا اور یہ سب کے سب مردہ ہو کر زمین پر گر پڑے۔

یہ آندھی مسلسل آٹھ دنوں تک چلتی رہی یہاں تک کہ زمین پر سے قومِ عاد کا نشان مٹ گیا اور وہ قوم جو اپنی طاقت پر گھمنڈ کیا کرتی تھی اپنے بلند و بالا محلات پر اتراتی تھی کھجور کے کھوکھلے تنے کی طرح زمین پر پڑی ہوئی تھی۔

قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۙ⑥ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝ (پ۲۹۔ سورہ الحاقہ : ۶تا۸)

رہے عاد تو انہیں برباد کر دیا گیا آندھی سے جو سخت سرد ، بے حد تند تھی اللہ نے مسلط کر دیا اسے ان پر (مسلسل) سات رات اور آٹھ دن تک جو جڑوں سے اکھیڑنے والی تھی تو تو دیکھتا قومِ عاد کو ان دنوں کے وہ گرے پڑے ہیں گویا وہ ٹنڈ (تنے) ہیں کھوکھلی کھجور کے کیا تمہیں نظر آتا ہے ان کا کوئی باقی ماندہ فرد۔

سنہری کہانیاں - 58 -

قصہ سیدنا صالح علیہ السلام

اونٹنی کا قتل

شاہ زیب اسکول سے جب گھر لوٹا تو کافی پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

آخر میں کون سی تصویر بنانے کیلئے منتخب کروں؟

دو دِن کے بعد شاہ زیب کے اسکول میں تاریخی تصاویر بنانے کا مقابلہ تھا اور ابھی تک شاہ زیب کو کوئی ایسی تاریخی تصاویر نہیں ملی تھیں جس کو وہ مقابلے میں بنانے کیلئے منتخب کر سکے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد شاہ زیب دادا جان کی لائبریری میں گیا اور تاریخی اٹلس دیکھنے لگا۔ کافی دیر کے بعد اسے ایک تصویر پسند آئی۔

ابھی وہ تصویر پر غور ہی کر رہا تھا کہ پیچھے سے دادا جان لائبریری میں داخل ہوئے۔

شاہ زیب کیا دیکھ رہے ہو؟ دادا جان نے شاہ زیب کے ہاتھ میں تاریخی اٹلس دیکھتے ہوئے کہا۔

دادا جان دو دن کے بعد اسکول میں مصوری کا مقابلہ ہے جس میں کوئی تاریخی تصویر بنانا ہے اور مجھے اس مقابلے میں حصہ لینا ہے۔

تو یہ تو اچھی بات ہے مگر تم نے کون سی تاریخی تصویر بنانے کیلئے منتخب کی ہے؟

دادا جان مجھے یہ پہاڑ کے اندر جو بڑے سے گھر بنے ہوئے ہیں، میں نے اس تصویر کو مقابلے کیلئے چنا ہے کہ میں اس تصویر کو بناؤں گا۔

داداجان نے اٹلس اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ہاں بھئی یہ تصویر تو ایسی لگ رہی ہے کہ کسی نے پہاڑ تراش کر اپنے لیے گھر بنائے ہوں۔

جب ہی تو میں نے اس کو مقابلے کیلیئے منتخب کیا ہے۔ شاہ زیب کو اپنی پسند پر فخر محسوس ہوا۔

لیکن شاہ زیب یہ تصویر ہے کس کی؟ آپ نے اس پر غور کیا۔

نہیں داداجان! بس اس پر قومِ ثمود کے مکان لکھا ہوا ہے۔

شاہ زیب نے اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

اور یہ قومِ ثمود کون تھی آپ کو معلوم ہے؟

نہیں داداجان۔ شاہ زیب نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

اچھا! ایسا ہے ابھی تو آپ اپنی اس تصویر کو مقابلے کیلیئے بنایئے پھر دو دن کے بعد ہم آپ کو قومِ ثمود کے بارے میں بتائیں گے۔

ٹھیک ہے داداجان! اور اس کے بعد شاہ زیب نے دو دن کی دن رات محنت کے بعد تصویر مکمل کر لی۔

اور آج نتائج کے اعلان کا دن تھا۔

مقابلے میں شریک طلبہ کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھیں۔

منظور ہاشمی تیسری پوزیشن کمپیئر نے اعلان کیا۔

تالیوں کی گونج میں منظور ہاشمی نے اپنا ایوارڈ وصول کیا۔

عارف شاہ دوسری۔۔۔۔۔ اور پھر شاہ زیب عالم پہلی پوزیشن۔

سب ہی ساتھیوں نے کھڑے ہو کر داد دی۔

پرنسپل نے شاہ زیب عالم کو ایوارڈ دیا۔ لیکن شاہ زیب کا دماغ تو صرف قوم ثمود کی کہانی کی جانب لگا ہوا تھا، آخر انہوں نے پہاڑوں میں گھر بنائے کیسے؟

یہ قوم کیسی قوم تھی؟۔۔۔۔۔۔یہ کون لوگ تھے؟

شاہ زیب انہی خیالات میں گم چلتے چلتے گھر تک پہنچ گیا۔ ظہر کی نماز کی ادائیگی کے بعد شاہ زیب عالم داداجان کی لائبریری میں داداجان کے پاس آگیا۔

داداجان! آپ نے کہا تھا کہ دو دن کے بعد آپ مجھے قوم ثمود کے بارے میں بتائیں گے۔

ہاں بیٹا! بالکل میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا، اچھا یہ بتاؤ کہ مقابلے میں کون سی پوزیشن آئی؟

جی داداجان پہلی پوزیشن آئی ہے۔ کیا یہ بہت طاقتور لوگ تھے جو پہاڑوں میں گھر بنالیا کرتے تھے؟ شاہ زیب سے صبر نہ ہو سکا۔

بتاتے ہیں بتاتے ہیں، داداجان نے شاہ زیب کی بے صبری پر مسکراتے ہوئے کہا۔

بہت پرانے زمانے کی بات ہے حجر نام کی بستی میں یہ قوم آباد تھی یہ لوگ بہت خوش حال زندگی گزارا کرتے تھے انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے نوازا تھا مگر یہ بھی اُسی راستے پر نکل کھڑے ہوئے جس راستے پہ قوم عاد تھی اور یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب نے قوم عاد کو تباہ کر دیا۔

کیا یہ بھی قومِ عاد کی طرح بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے؟ شاہ زیب نے افسوس اور حیرت کے ساتھ پوچھا۔

ہاں یہ بھی بت پرستی جیسے جُرم میں مبتلا تھے حالانکہ اللہ تعالی نے انہیں اپنی تمام نعمتیں عطا کی تھیں یہ لوگ جسمانی اعتبار سے بہت طاقتور تھے مضبوط عمارتیں بناتے تھے پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بنالیا کرتے تھے۔

جو تصویر تم نے بنائی ہے وہ اصل مکانات انہوں نے ہی بنائے تھے۔ لیکن یہ بُت پرستی میں مبتلا ہو گئے اور عیش و عشرت میں پڑ گئے ناچ گانوں میں زندگی بسر کرنے لگے ان کے طاقت ور لوگ کمزور لوگوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔ غرض یہ کہ ان لوگوں نے زمین پر فساد برپا کر دیا تھا۔ اللہ تعالٰی نے اپنی سنت کے مطابق اپنے ایک نبی کو ان کی ہدایت کیلئے ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں ہدایت کا راستہ دکھا سکے۔ اللہ تعالٰی کے اس برگزیدہ نبی کا نام سیّدنا صالح علیہ السلام تھا۔

سیّدنا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے اُس نے تمہیں تمام نعمتوں سے نوازا ہے اس کا شکر ادا کرو اور اگر تم نے اس بری روش کو نہیں چھوڑا اور بت پرستی کے مرض میں ہی مبتلا رہے تو عنقریب تم تباہ ہو جاؤ گے۔

قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا:

اے صالح! تم پر جادو ہو گیا ہے جو تم اس طرح کی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔

کوئی کہتا: اے صالح! تمہارا ذہنی توازن درست نہیں ہے اس وجہ سے تم عجیب وغریب باتیں کر رہے ہو۔

اور پوری قوم آپس میں کہتی: یہ تو ہماری طرح کا بشر ہے ہماری طرح کھاتا، پیتا ہے ہماری طرح زندگی کے اور کام کرتا ہے یہ کیسے نبی ہو سکتا ہے!

حضرت صالح علیہ السلام تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے اور کافی عرصہ کی جدوجہد کے بعد کچھ لوگ آپ پر ایمان لے آئے لیکن قوم ثمود کی اکثریت اب بھی آپ کا مذاق اُڑایا کرتی تھی۔

آخر قوم کے لوگوں نے ایک فیصلہ کیا تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکے۔

وہ کیا دادا جان! شاہ زیب نے پوچھا۔

اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت صالح علیہ السلام کو جھوٹا ثابت کر دیا جائے تاکہ بات ہی ختم ہو جائے۔

لیکن وہ کیسے اللہ کے نبی کو جھوٹا ثابت کر سکتے تھے؟ شاہ زیب چپ نہ رہ سکا۔

بالکل اللہ تعالیٰ کے سچے نبی کو بھلا کون جھوٹا ثابت کر سکتا ہے یہ تو شیطان ہے جس نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی۔ سب لوگ حضرت صالح علیہ السلام کے گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے: ہم تو تمہیں اپنی ہی طرح کا آدمی سمجھتے ہیں اگر تم اللہ کے نبی ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔

حضرت صالح علیہ السلام نے کہا:

دیکھو! میں جانتا ہوں کہ تم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جب کوئی قوم معجزہ دیکھنے کے باوجود بھی ایمان نہیں لاتی تو اللہ تعالیٰ اُس پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے۔

قوم کے سردار کہنے لگے:

اے صالح! تم معجزہ تو دکھاؤ ہم تم پر ضرور ایمان لائیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا: تم کس قسم کی نشانی دیکھنا چاہتے ہو؟

قوم کے سرداروں نے کچھ دیر سوچا اور آپس میں مشورہ کیا اور آپس میں طے کیا کہ ایسا سخت مطالبہ ہو کہ صالح پورا نہ کر سکیں۔ مشورے کے بعد بولے: اے صالح! کیا آپ کا ربّ ہر شئے پر قادر ہے؟

سیّدنا صالح علیہ السلام نے فرمایا: ہاں بے شک۔

تو ان میں سے ایک سردار نے کہا: اچھا تو پھر اے صالح! تم ہمیں اس سامنے والے پہاڑ سے ایک ایسی اونٹنی نکال کر دکھاؤ جو عام اونٹنیوں جیسی نہ ہو بلکہ اتنی موٹی ہو اتنی بڑی ہو اور اس پہاڑ سے نکلنے کے بعد اُس اُونٹنی کے بچہ بھی پیدا ہو۔

حضرت صالح علیہ السلام نے دُعا کی اور فوراً ہی پہاڑ کی چوٹی سے اُونٹنی آہستہ آہستہ باہر نکل آئی۔ اور لوگ حیران و پریشان اُس اُونٹنی کو دیکھ رہے تھے۔

قوم ثمود نے جس طرح کی اونٹنی کا مطالبہ کیا تھا اُونٹنی بالکل ان کے معیار کے مطابق تھی۔ اس معجزے کو دیکھ کر کچھ لوگ تو ایمان لے آئے مگر قوم کی اکثریت نے اب بھی ایمان لانے سے انکار کر دیا۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا:

یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، لہٰذا اس کے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہیں کرنا اگر تم نے اس کے ساتھ کوئی بُرا سلوک کیا تو پھر تم پر دردناک عذاب آئے گا۔ اور ہاں اب ایک بات کان کھول کر سُن لو! ایک دن چشمے کا پانی تمہارے جانور اور تم لوگ پیا کرو گے اور ایک دن یہ اُونٹنی پیا کرے گی۔

اب یہ عام اُونٹنی تو تھی ہی نہیں لمبی چوڑی جسامت تھی اس کی اور اس اُونٹنی کا بچہ بھی ایسا ہی تھا۔ جب یہ اونٹنی جنگل میں چرنے کیلئے جاتی تو تمام جانور اس سے ڈر کر بھاگ جاتے۔ یہ اونٹنی دودھ بھی اتنا دیتی تھی کہ ساری بستی والوں کیلئے کافی ہوتا تھا ان کے گھروں کے سارے برتن اس سے بھر جاتے۔

آخر کار اس طرح کافی وقت گزر گیا۔ ایک دن تمام کافر سردار جمع ہوئے اور کہنے لگے: اس طرح معاملہ کب تک چلتا رہے گا کہ ایک دن یہ اونٹنی پانی پیئے گی اور ایک دن ہم سب لوگ۔ آخر کب تک یہ ہوتا رہے گا؟

اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کا صرف یہ ہی ایک حل ہے کہ اُونٹنی کو راستہ سے ہٹا دیا جائے یعنی اس کو ختم کر دیا جائے۔ اب یہ لوگ اونٹنی کو مارنے کی تدبیریں سوچنے لگے۔

اچھا! دادا جان! یہ تو بہت ہٹ دھرم اور ظالم لوگ تھے۔

ہاں! تو جب سیّدنا صالح علیہ السلام کو قوم کے اس ارادے کی خبر ملی تو آپ نے قوم کو سمجھایا کہ اگر تم نے اس اونٹنی کو ہلاک کیا تو ٹھیک تیسرے دن تمہارے اوپر عذاب نازل ہوگا۔ مگر ان میں سے ایک سردار بولا کہ اگر عذاب آیا تو ہمارے ساتھ صالح اور

اس کے پیروکاروں پر بھی تو عذاب آئے گا۔ آخر کار انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا مضبوط ارادہ کر لیا۔

قوم کے سرداروں نے کہا کہ اونٹنی کے قتل کا کام قدار بن سالف کے ٹولہ کو دے دو۔

دادا جان! یہ قدار بن سالف کون تھا؟

قوم ثمود میں نو افراد ایسے تھے جو بہت زیادہ شیطانیاں کیا کرتے تھے بدمعاشی کرتے اس بدمعاش ٹولہ کے سرغنہ کا نام قدار بن سالف تھا۔

غرض یہ کہ اونٹنی کو قتل کرنے کا کام قدار بن سالف کے سپرد کر دیا گیا اور اُسے مال و دولت کا لالچ بھی دیا۔ چنانچہ بدمعاشوں کا یہ ٹولہ اونٹنی کے راستے میں گھات لگا کر بیٹھ گیا کہ جیسے ہی اونٹنی پانی پی کر پلٹے گی تو ہم اُس کو وہیں چراگاہ میں مار ڈالیں گے۔ جیسے ہی اونٹنی پانی پی کر واپس پلٹی تو ان میں سے ایک نے اس کی پنڈلی کا نشانہ لے کر اس پر تیر مارا ، تیر اس کی پنڈلی سے آر پار ہو گیا۔ اونٹنی نیچے گر کر تڑپنے لگی۔ اب قدار بن سالف نے تلوار سے اس کے اگلے دونوں پاؤں کاٹ ڈالے۔ اس کے بعد ان تمام بدمعاشوں نے اس اُونٹنی پر حملہ کر دیا اور اس اونٹنی کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اُونٹنی کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا وہ فوراً ہی پہاڑ پر چڑھا اور دردناک انداز میں تین بار چیخا اور اس کے بعد پہاڑ میں غائب ہو گیا۔

جب حضرت صالح علیہ السلام کو اس کی خبر ملی تو آپ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا کہ تم تین دن اپنے گھروں میں اور گزار لو پھر تم اللہ کا عذاب نازل ہوتے ہوئے دیکھو گے۔

بجائے اس کے کہ اس عمل پر قوم کے لوگ شرمندہ ہوتے کہنے لگے :

اے صالح! لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔

یہ لوگ حضرت صالح علیہ السلام کو اب بھی جھوٹا ہی سمجھ رہے تھے انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھی قتل کرنے کا ارادہ بنا ڈالا۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔

اچھا پھر کیا ہوا دادا جان؟ شاہ زیب نے بے تابی سے پوچھا

جس دن قوم ثمود کے بدمعاش ٹولہ نے اللہ کی اُونٹنی کو قتل کیا تھا وہ بدھ کا دن تھا پھر اگلا دن جمعرات کا آیا تو ان کے چہرے زرد ہو گئے جب جمعہ کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے سرخ ہو گئے دوسرے دن کی مہلت بھی گزر گئی تیسرے دن ان سب کافروں کے چہرے سیاہ ہو گئے جب اتوار کی صبح ہوئی تو انہوں نے خوشبو لگائی اور تیار ہو کر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں کس طرح کا عذاب آتا ہے۔ ابھی یہ اسی انتظار میں تھے کہ اللہ تعالٰی کے عذاب نے انہیں آلیا جیسے ہی سورج طلوع ہوا ایک دم ہی زلزلہ آیا اور آسمان سے ایک چنگھاڑ سنائی دی اور ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے اور ہیبت سے دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

اللہ تعالٰی نے اپنی رحمت سے حضرت صالح علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والی جماعت کو بچا لیا اور باقی تمام کافروں کو ہلاک کر دیا۔

دادا جان! کتنا برا انجام ہوا اللہ کے نبی کی مخالفت کرنے کا۔

ہم سب کو اللہ تعالٰی کے نبی کی اطاعت اور اتباع کرنی چاہیئے دادا جان نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

اے اللہ! ہمیں اپنے نبی کی اطاعت اور اتباع کی توفیق عطا فرما۔ آمین

قصہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام

نمرود اور ہولناک آگ

اُس زمانے کی بات ہے جب بابل میں ایک ظالم و جابر بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا۔ اس بادشاہ کا نام نمرود تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی ہر نعمت سے نوازا اور یہ چار سو سال تک حکومت کرتا رہا، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا مگر یہ تو خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اس نے اپنی تمام رعایا کو حکم دیا کہ جس طرح وہ بتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اسی طرح اُس کے دربار میں اُس کو خدا سمجھتے ہوئے سجدہ کیا کریں۔

اور جس طرح لوگ چاند، سورج اور ستاروں کی عبادت کرتے ہیں اسی طرح اُس کی بھی عبادت کیا کریں غرض یہ کہ ظلم و جہالت کا اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کیلئے اپنے پیغمبر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا درس اپنے گھر سے شروع کیا۔ آپ کے ایک چچا آزر بتوں کو بنایا بھی کرتے تھے اور اس کی پوجا بھی کرتے۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا سے کہا:

اے چچا!

آپ ان بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ جنہیں آپ نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے جو نہ سُن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں نہ یہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں پھر بھی آپ نے ان بتوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔

آزر نے یہ بات سُن کر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو سخت برا بھلا کہا، مگر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس پر صبر کیا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اب اپنی تبلیغ کا دائرۂ کار بڑھایا آپ کی قوم میں کچھ لوگ ستاروں، چاند و سورج کی بھی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ اُن ستارہ پرستوں کی محفل میں گئے تاکہ ان کو تبلیغ کر سکیں اور اس کیلئے آپ نے ایک انوکھا طریقہ اختیار کیا۔

رات کا وقت تھا آسمان پر ستارے چمک رہے تھے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے آسمان پر ایک ستارے کو دیکھا تو کہا:

"کیا اسے میرا رب بتاتے ہو"

لیکن کچھ دیر کے بعد جب ستارہ چھپ گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے: میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی ڈوب جانے والا رب ہو سکتا ہے۔ پھر جب چاند نے بادلوں کی اوٹ سے اپنا چہرہ نکالا تو آپ نے چاند کو دیکھتے ہوئے کہا:

"کیا اسے میرا رب بتاتے ہو"

کچھ دیر کے بعد چاند بھی چھپ گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا بھلا جو خود ڈوب جائے وہ بھی رب ہو سکتا ہے؟

پھر صبح ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو آپ نے فرمایا:

"کیا اسے میرا رب بتاتے ہو کہ یہ چاند ستاروں سے بڑا ہے"

لیکن جب مغرب کے وقت سورج بھی غروب ہو گیا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرا رب نہیں بے شک میرا ربّ باقی رہنے والا ہے۔

وہ بہت طاقتور ہے اُس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ جب حضرت ابراہیم نے ستارہ پرستوں چاند پرستوں اور سورج کی پرستش کرنے والوں کو ان کی گمراہی سے آگاہ کر دیا کہ یہ ستارے، چاند اور سورج تو خود اللہ تعالیٰ کی ہی مخلوق ہیں معبود تو صرف اللہ تعالیٰ ہے عبادت کے لائق تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ انہیں دین حق کی طرف بلانے کے بعد آپ اپنی قوم کے بت پرستوں کے پاس گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ بتوں کی عبادت کر رہے ہیں ان کے سامنے سجدے کر رہے ہیں۔ ان کی اس گمراہی کو دیکھ کر آپ حیران ہوئے اور ان کی عقل پر افسوس بھی ہوا کہ جن بتوں کو یہ اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں انہی کی عبادت کرتے ہیں۔

آپ نے ان لوگوں سے پوچھا یہ تم کیا کر رہے ہو؟

انہوں نے کہا: ہم بتوں کی عبادت کر رہے ہیں۔

آپ نے ان سے پوچھا کہ جب تم ان بتوں کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں؟

یا یہ تمہارے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بُت تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟

لوگوں نے آپ کی بات کو غور سے سُنا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے لیکن انہیں کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا جواب دیں کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ نہ تو یہ بت سُن سکتے

ہیں اور نہ بول سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب ان کو پکارا جائے تو یہ جواب بھی نہیں دے سکتے۔ وہ آپس میں کھسر پھسر کرنے لگے کہ یہ ابراہیم کیسی باتیں کر رہا ہے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام مسلسل ان لوگوں کی جانب دیکھ رہے تھے اور ان کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔

آخر ان میں سے ایک بت پرست بولا: ہم کچھ نہیں جانتے ہم نے تو اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے پایا ہے۔

آپ نے ان کو پیار و محبت سے حق کی طرف بلایا اور اسلام کی دعوت دی۔ اور باہر نکلتے ہوئے ان سے کہا کہ میں تمہارے ان بنائے ہوئے خداؤں کا ضرور بُرا چاہوں گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو سبق سکھانے کا ارادہ کر چکے تھے اور تبلیغ کیلئے آپ نے ایک اور حکمت عملی اپنائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم شہر سے باہر ایک سالانہ میلہ لگایا کرتی تھی۔ اتفاق سے انہی دنوں میلہ کا دن بھی آ گیا۔

ساری قوم میلہ کی تیاریاں کرنے لگی جس دن سب میلے میں جانے لگے تو سب نے آپ سے بھی میلہ میں جانے کا کہا، لیکن آپ نے جانے سے انکار کر دیا۔

سب لوگ چلے گئے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اکیلے رہ گئے تو آپ نے ہتھوڑا اُٹھایا اور بت خانے پہنچ گئے۔ بتوں کے سامنے مٹھائیاں رکھی ہوئی تھیں آپ نے اُن سے کہا کہ تم ان کو کیوں نہیں کھاتے؟

کیا تم سنتے ہو؟........ کیا تم بولتے ہو؟

اس کے بعد آپ نے ان بتوں کو توڑنا شروع کر دیا سوائے ایک بُت کے آپ نے تمام بتوں کو توڑ دیا اور ہتھوڑا بڑے بُت کے کندھے پر رکھ کر واپس گھر لوٹ آئے۔

شام کو جب قوم کے لوگ میلے سے واپس آئے تو شکرانے کیلئے بت خانے آئے تاکہ اپنے بتوں کی پوجا پاٹ کر سکیں۔

لیکن جیسے ہی وہ بُت خانے میں داخل ہوئے بتوں کی حالتِ زار دیکھ کر وہ ہکابکارہ گئے کہ کسی بت کا سر ٹوٹا ہوا ہے تو کسی کا ہاتھ تو کسی کا پاؤں۔

تو وہ کہنے لگے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟

ان میں سے کسی نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان کو ان بتوں کے خلاف کہتے سنا ہے وہ ہمارے ان بتوں کی برائی کرتا تھا۔

وہ سب بولے کہ اُس نوجوان کو سامنے لایا جائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ لوگ پکڑ کر لے آئے۔

اُن میں سے ایک بڑے نے کہا: اے ابراہیم! ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام تو نے کیا ہے؟

چاروں جانب مجمع لگا ہوا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو یہی چاہتے تھے کہ جب سب لوگ جمع ہوں تو میں اپنی بات سنا سکوں۔ آپ نے حکمت عملی سے جواب دیا:

دیکھو ہتھوڑا اس بڑے بُت کے کندھے پر رکھا ہوا ہے ہو سکتا ہے اس نے توڑا ہو کہ تم لوگ اس بڑے بت کے ہوتے ہوئے چھوٹے بتوں کو پوجتے ہو۔ تم اس بڑے بت سے پوچھ لو۔

لوگوں نے کہا: نہ تو یہ بول سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ یہی بات تو میں کہہ رہا ہوں کہ جو نہ بول سکتے ہوں اور نہ اپنی جگہ سے خود ہل سکتے ہوں وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟

سب لوگ خاموش ہو گئے مگر پھر بھی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئے۔ بادشاہ نمرود کے کچھ جاسوس جو ملک میں جگہ جگہ موجود رہتے تھے وہ بھی اُس وقت وہاں موجود تھے ان جاسوسوں نے نمرود کو اطلاع دی کہ ابراہیم نے ہمارے خداؤں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔

یہ سُن کر نمرود پریشان ہو گیا کہ یہ کون شخص ہے یہ تو کل میری خدائی کے خلاف ہو جائے گا اور میری بادشاہت خطرے میں پڑ جائے گی۔

اُس نے فوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب دربار میں تشریف لائے تو نمرود نے تکبر کے ساتھ پوچھا:

اے ابراہیم! تم نے کوئی نیا خدا بنا لیا ہے ہمیں بتاؤ تو سہی کہ وہ خدا کون ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا:

وہ اللہ ہے۔

نمرود: وہ اللہ کون ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام: جو زندگی دیتا ہے اور مارتا ہے۔

نمرود نے کہا: یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔

پھر اُس نے دو قیدی بلائے جن میں سے ایک کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی اور دوسرے کو رہائی ملنی تھی۔ نمرود نے رہائی والے کو قتل کر دیا اور پھانسی والے شخص کو رہا کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میرا ربّ تو سورج مشرق سے نکالتا ہے اگر تو رب ہے تو سورج مغرب سے نکال لا۔

اب تو نمرود سے جواب ہی نہ بن سکا اس کا غرور و تکبر لوگوں کے سامنے خاک میں مل گیا۔

اس سے جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس نے اپنے وزیروں اور مشیروں سے پوچھا کہ ابراہیم کو اس جرم کی کہ اس نے ہمارے بتوں کے ساتھ بُرا سلوک کیا ہے کیا سزا دی جائے؟

سب نے ایک ساتھ کہا کہ ابراہیم کو آگ میں جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

لہٰذا آگ کو جلانے کا انتظام کیا گیا اور اس کیلئے ایک بڑا گڑھا کھودا گیا اس میں لوگ دن بھر لکڑیاں جمع کرتے اور اس گڑھے میں لا کر ڈال دیتے جب اس ایندھن میں آگ لگائی گئی تو آگ کے شعلے اتنے بلند ہو گئے کہ اگر فضا میں کوئی پرندہ بھی ہوتا تو جل کر کباب ہو جاتا۔ اس جیسی آگ کبھی جلائی ہی نہیں گئی۔

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں کس طرح ڈالا جائے اس مسئلہ کا حل نمرود کے ہیزن نامی انجینیئر نے یہ نکالا کہ ایک منجنیق یعنی گوپھن تیار کی جائے اور اس کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا جائے۔

چنانچہ منجنیق یعنی گوپھن کے ذریعے آپ کو آگ میں ڈال دیا گیا۔ مگر اسی وقت اللہ تعالٰی نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا۔

آگ نے اللہ تعالٰی کی اطاعت کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ معجزہ بھی ہے۔

نمرود اپنے محل کی چھت سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں پھینکے جانے کا منظر دیکھ رہا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ آگ کے درمیان ایک خوبصورت سا باغ ہے اور آپ اُس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے ساتھ ایک اور خوبصورت شخص (فرشتہ) بھی بیٹھا ہوا ہے۔

اُس نے وہیں سے کہا کہ اے ابراہیم! کیا تم اس آگ سے باہر آ سکتے ہو (تاکہ یہ شعلے تمہیں جلا دیں)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اُٹھے اور آگ سے باہر تشریف لے آئے نمرود نے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ دوسرا شخص کون تھا؟

آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا جسے اللہ تعالٰی نے میرے پاس بھیجا تھا تاکہ میں اُس سے اُنس حاصل کروں۔

نمرود حیران رہ گیا۔

مچھروں کا عذاب

جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام آگ سے سلامتی کے ساتھ باہر نکل آئے تو آپ نے ایک مرتبہ پھر ان لوگوں کو دعوت دی مگر یہ قوم ہٹ دھرم ہی رہی اور ایمان نہ لائی۔ بلکہ نمرود نے کہا: اے ابراہیم! میں تمہیں بھی قتل کروں گا اور تمہارے خدا کو بھی، جاؤ اپنے خدا سے کہو کہ وہ اپنی فوج لے کر آئے اور میں اپنی فوج لیکر آتا ہوں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ سب سے بڑا خدا کون ہے؟

اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ گستاخی پسند نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر مچھروں کا عذاب بھیجا۔ مچھروں کی زیادتی کا یہ عالم تھا کہ ان سے سورج چھپ جاتا تھا زمین پر دھوپ نہیں آتی تھی۔ مچھروں نے ان کے خون چوس لیے گوشت چاٹ لیے سوائے نمرود کے باقی سب کی ہڈیاں ہی باقی رہ گئیں نمرود دیکھتا تھا مگر کچھ کر نہ سکتا تھا پھر ایک مچھر اس کی ناک کے راستے دماغ میں گھس گیا اور کئی سال تک اس کا مغز کاٹتا رہا جب مچھر اس کو کاٹتا تو یہ اپنے سر پر زور سے ایک تھپڑ مارتا جس سے اُس کو سکون ملتا لیکن مسلسل تھپڑ مارتے مارتے اس کے ہاتھوں میں درد ہو جاتا۔ اُس نے خادموں کو حکم دیا کہ وہ اس کے سر پر تھپڑ ماریں خادم بھی اس کے سر پر تھپڑ مارتے لیکن ان کے ہاتھوں میں بھی درد ہو جاتا لہٰذا انہوں نے اس کے سر پر جوتے مارنا شروع کر دیئے جوتے کھا کر اس کو آرام ملتا لہٰذا اب نمرود کے دربار کا ادب یہ تھا کہ جو بھی دربار میں آتا وہ پہلے نمرود کے جوتا مارتا پھر کوئی اور بات کرتا۔ اس طرح یہ ظالم بادشاہ نمرود ذِلت کی موت مرا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ سارہ اور اپنے بھتیجے لوط علیہ السلام کے ساتھ بابل سے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔

جب آپ فلسطین کی جانب جا رہے تھے تو راستے میں ایک ایسے علاقے سے گزر ہوا جہاں کا بادشاہ بہت ظالم و جابر تھا وہ مسافر مردوں کو قتل کر دیتا تھا اور اُن سے اُن کی بیویاں چھین لیتا تھا۔

جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اس علاقے سے گزرے تو بادشاہ کے کارندوں نے ان کو گرفتار کر کے بادشاہ کے دربار میں پیش کر دیا۔

بادشاہ نے پوچھا کہ جو عورت تمہارے ساتھ ہے اس سے تمہارا کیا رِشتہ ہے؟

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: وہ میری بہن ہے۔

بہن اس لیے کہا تاکہ بادشاہ حضرت سارہ کو نقصان نہ پہنچائے۔ پھر بادشاہ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھیج کر حضرت سارہ کو طلب کیا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جا کر حضرت سارہ کو بھی ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور کہا کہ تم بھی بادشاہ کے سامنے یہی کہنا اور یہ جھوٹ بھی نہیں ہے کیونکہ تم دِینی اعتبار سے میری دینی بہن ہو۔

حضرت سارہ بہت ہی خوبصورت تھیں جب بادشاہ نے آپ کو دیکھا تو اس کے دل میں بُرا خیال پیدا ہوا اس نے بُرے ارادے سے آپ کو چھونا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مفلوج کر دیا اور وہ ہل بھی نہ سکا۔

وہ گڑگڑانے لگا اور اس نے حضرت سارہ سے کہا کہ وہ دعا کریں میں انہیں کچھ نہیں کہوں گا۔

حضرت سارہ نے دعا کی تو زمین نے اُسے چھوڑ دیا۔

مگر اُس نے دوبارہ بُرے خیال سے چھونا چاہا تو ویسے ہی وہ دوبارہ مفلوج ہو گیا۔ اب تو وہ رونے لگا اور گڑگڑاتے ہوئے کہنے لگا کہ اب میں تمہیں ہرگز ہرگز کچھ نہ کہوں گا تم میرے لیے دعا کرو اور مجھے اس اذیت سے نجات دے دو۔

حضرت سارہ نے دعا کی تو وہ پھر پہلے جیسا ہو گیا۔

پھر بادشاہ نے اپنے خادم خاص کو طلب کیا اور کہا: تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں بلکہ کسی جنّ کو لائے ہو لہٰذا ان کو جہاں سے لائے ہو وہیں چھوڑ آؤ اور ایک عورت بطورِ خادمہ بھی ان کے ساتھ روانہ کر دی۔

بعض روایات میں ہے کہ وہ اس بادشاہ کی بیٹی تھی۔

لہٰذا بادشاہ کے خادم حضرت سارہ، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور بادشاہ کی بیٹی ہاجرہ کو وہیں چھوڑ آئے جہاں سے ان کو گرفتار کیا تھا۔

غرض یہ کہ یہ قافلہ خیریت کے ساتھ فلسطین پہنچ گیا۔

زم زم کا کنواں

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام فلسطین پہنچ گئے لیکن ابھی تک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ایک دن سیدہ سارہ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہر نعمت ہے البتہ اولاد کی کمی ہے اس لیے آپ سیدہ ہاجرہ سے نکاح کرلیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد سے نواز دے۔

اس طرح سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ ہاجرہ سے نکاح کر لیا۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم فرزند سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی بشارت دی۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا اور آپ کو حکم دیا کہ سیدہ ہاجرہ اور ننھے اسماعیل کو حرم کی سرزمین میں چھوڑ آؤ۔اُس وقت وہاں نہ کوئی شہر تھا، نہ لوگ تھے نہ آبادی تھی بلکہ ایک جنگل کی طرح تھا چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ تھے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سیدہ ہاجرہ اور ننھے اسماعیل کو اس وادی میں چھوڑ آئے جہاں آج خانہ کعبہ ہے۔

اُن کے پاس چند کھجوریں اور کچھ پانی تھا آپ نے وہ سیدہ ہاجرہ کے حوالے کیا اور وہاں سے واپسی کیلئے روانہ ہوگئے۔اُس وقت سیدہ ہاجرہ نے آپ کے پیچھے آکر پوچھا: آپ

ہمیں اس میدان میں، جہاں کوئی انسان نہیں ہے بنجر زمین ہے، تنہا چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہیں دیا۔

سیدہ ہاجرہ پھر چند قدم چلیں اور آپ کے پاس پہنچ کر کہا:

آپ ہمیں کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں نہ یہاں کوئی انسان ہے نہ نباتات ہیں نہ حیوان ہیں آخر آپ ہمیں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟

اس مرتبہ بھی سیّدنا ابراہیم علیہ السلام خاموش رہے۔

آخر سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا:

کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کرنے کا حکم دیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

سیدہ ہاجرہ ایک نبی کی اہلیہ تھیں ایک نبی کی والدہ تھیں یہ سن کر کہنے لگیں کہ پھر تو پریشانی کی کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور واپس ننھے اسماعیل علیہ السلام کی طرف لوٹ گئیں۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نظروں سے اوجھل ہو گئے اور سیدہ ہاجرہ اور سیّدنا اسماعیل علیہ السلام تنہا رہ گئے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جو پانی اور کھجوریں دے کر گئے تھے وہ چند دنوں ہی میں ختم ہو گیا۔ اب بھوک وپیاس نے ستانا شروع کر دیا سیدہ ہاجرہ تو اپنی بھوک وپیاس کو برداشت کرتی رہیں مگر ننھے اسماعیل علیہ السلام کی حالت اُن سے نہ دیکھی جاتی تھی۔

سیدہ ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر نظر دوڑائی مگر کہیں پانی ہوتا تو نظر آتا وہ قریب ہی پہاڑی پر چڑھ گئیں کہ شاید یہاں سے کہیں پانی کا نشان مل جائے۔ آج کل اس پہاڑی کا نام صفا ہے۔ جب اُنہیں پانی نظر نہیں آیا تو وہ دوسری پہاڑی جس کا نام مروہ تھا اُس پر چڑھ گئیں کہ شاید یہاں سے پانی کا سراغ مل جائے اور اس ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی کے درمیان اترتے چڑھتے وہ ننھے اسماعیل علیہ السلام کو بھی دیکھ رہی تھیں۔ اس طرح آپ نے سات چکر لگائے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی اس نیک بندی اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دادی جان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے حج کرنے والوں کیلئے صفاو مروہ کے سات چکر مقرر فرمادیئے کہ حاجی کا حج اُس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ وہ صفاو مروہ کے سات چکر نہ لگائے۔

جب سیدہ ہاجرہ ساتواں چکر لگا کر مروہ پہاڑی پر سے اتر رہی تھیں کہ آپ کو ایک آواز سنائی دی۔ آپ نے اس کو اپنا وہم خیال کیا کہ اس وادی میں کون آواز دے گا یہاں تو دور دور تک کوئی انسان نہیں ہے۔ جب دوبارہ آپ کو آواز سنائی دی تب انہوں نے غور کیا تو آواز اُسی سمت سے آرہی تھی جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے پاس ایک فرشتہ موجود تھا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب اپنی ایڑی زمین پر ماری تو ایک چشمہ جاری ہو گیا اور اس سے پانی بہنے لگا۔

حضرت ہاجرہ نے خود بھی پیا اور ننھے اسماعیل کو بھی پلایا حضرت ہاجرہ پانی کے چاروں طرف منڈیر بناتیں اور کہتیں "زم زم" رک جا، رک جا۔ اس لیے بعد میں اس چشمے کا نام ہی آبِ زم زم پڑ گیا۔

اتفاق سے کچھ دِنوں کے بعد وہاں سے کچھ دور قبیلہ جرہم کا قافلہ گزر رہا تھا انہوں نے دیکھا کہ ایک مخصوص جگہ پر پرندے منڈلا رہے ہیں ان کے سردار نے سوچا کہ پرندے اُسی جگہ منڈلاتے ہیں جہاں یا تو دانہ ہو یا پانی ممکن ہے اس جگہ پر پانی ہو۔ سردار نے ایک آدمی کو وہاں روانہ کیا کہ جاؤ دیکھو کہ وہاں پانی ہے یا نہیں۔

وہ آدمی وہاں آیا اور دیکھا کہ ایک چشمہ ہے اور اس کے پاس ایک عورت اور اُس کا بچہ موجود ہے اُس نے سردار کو واپس جا کر تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ جرہم قبیلہ کے سردار نے سیدہ ہاجرہ سے کہا کہ تم ہمیں پانی میں شریک کر لو تو ہم تمہیں اپنے جانوروں کے دودھ میں شریک کر لیا کریں گے۔ سیدہ ہاجرہ نے انہیں اجازت دے دی یوں یہ قبیلہ یہاں آباد ہو گیا۔

میدانی علاقوں میں پانی بہت دور دراز مقامات پر ملتا ہے لیکن جب لوگوں نے دیکھا کہ یہاں پانی موجود ہے تو وہ یہاں پر آکر آباد ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے بہت سارے گھر آباد ہو گئے۔

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام اب بارہ سال کے ہو چکے تھے۔ جرہم قبیلے کے لوگوں کی تو وہ آنکھ کا تارا تھے اور وہ لوگ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بڑی محبت بھی کیا کرتے تھے۔

قصہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام

عظیم قربانی

بقر عید کے دن قریب آچکے تھے اور ہر طرف گہما گہمی تھی روزانہ کسی نہ کسی کے گھر بکرا، گائے یا دنبہ آرہا تھا۔

ہمارا بکرا تو بڑا صحت مند ہے ابو پورے پچیس ہزار روپے کا لائے ہیں، عادل اور عرفان کا بکرا تو دبلا پتلا کمزور ہے۔ راحیل اور جویریہ نے پڑوسیوں کے بکرے پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔

خلیق صاحب چائے کے چسکی لیتے ہوئے اپنے بچوں کی باتیں خاموشی سے سُن رہے تھے۔ معاشرہ میں یہ رجحان عام ہو چکا تھا کہ لوگ قربانی کے جانور اللہ تعالیٰ کی رضا کے بجائے مقابلے کے اور ناک کیلئے لارہے ہیں کہ ہمارا جانور زیادہ بڑا ہے صحت مند ہے لوگوں میں ہماری واہ واہ ہوجائے گی اور اب تو یہ بیماری ان کے گھر تک پہنچ گئی ہے۔ راحیل اور جویریہ کی باتوں نے خلیق صاحب کو تشویش میں مبتلا کر دیا۔

دوسرے دن دفتر سے واپسی پر خلیق صاحب نے بکرے کیلئے چارہ لیا اور گھر پہنچ گئے راحیل اور جویریہ کے پاس تو ان دنوں بکرے کی دیکھ بھال کے سوا کوئی اور کام تھا ہی نہیں۔ منہ ہاتھ دھو کر خلیق صاحب راحیل اور جویریہ کے پاس گئے اور پوچھا: ہاں بھئی آپ کے بکرے میاں کا کیا حال ہے؟

دونوں نے کہا: ہاں ابو ہمارا بکرا تو ٹھیک ٹھاک ہے۔

اچھا بچو! یہ بتاؤ: ہم یہ قربانی کیوں کرتے ہیں؟

راحیل اور جویریہ نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتے ہوئے بولے: نہیں ابو ہمیں نہیں پتہ بس ہر سال عید پر یہ ہم مسلمان قربانی کرتے ہیں۔

ہم یہ قربانی کیوں کرتے ہیں؟ ابو! جویریہ نے بھول پن سے پوچھا۔

ہاں بیٹا آج میں تم کو یہی بتاؤں گا ہم مسلمان ہر سال قربانی کیوں کرتے ہیں۔

آپ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا قصہ تو پڑھا ہی ہو گا جب سیدہ ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آپ ایک میدان میں چھوڑ آئے تھے اور وہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑے ہو گئے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو سیّدنا اسماعیل علیہ السلام سے بڑی محبت تھی سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کبھی کبھی ان سے ملنے بھی جایا کرتے تھے اور ساتھ ضروریات زندگی کی چیزیں بھی انہیں پہنچاتے اور سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو نصیحتیں بھی کرتے تھے۔ اسی دوران سیّدنا ابرہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنے پیارے بیٹے سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں کیونکہ نبی کے خواب سچے ہوتے ہیں ان میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوتا۔

یہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کیلئے بڑا امتحان تھا ایک تو بڑھاپے میں اولاد کی نعمت ملی پھر اس کو تنہا چھوڑنے کا حکم دے دیا گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی۔

اور اب جبکہ اسماعیل علیہ السلام جوانی کی حدود میں قدم رکھ چکے تھے اور کام کاج میں اپنے والد کا ہاتھ بٹانے کے قابل ہو چکے تھے تو حکم دیا جا رہا ہے کہ اب اپنے بیٹے کو اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کرو۔

لیکن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کیلئے اپنے ربّ کے حکم سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ ذرہ برابر نہیں ہچکچائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کیلئے فوراً تیار ہو گئے۔

جی! کیا۔۔۔۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا؟ راحیل نے بے تابی سے پوچھا۔

بھئی واقعہ تو پورا سن لو۔ خلیق صاحب نے تحمل سے جواب دیا۔

تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اپنا خواب سنایا اور پوچھا کہ تمہاری رائے کیا ہے؟

یہ بیٹا کوئی عام بیٹا تو تھا نہیں، اللہ تعالیٰ کے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا بیٹا پھر خود بھی نبی اور نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا جان تھے کہنے لگے:

بابا جان! آپ وہ کیجئے جس کا آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک تیز دھار والی چھری اپنے ساتھ لی اور سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو لے کر وادیِ مکہ سے وادیِ منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی آپ راستے ہی میں تھے کہ شیطان نے آپ کو آ کر بہکانا چاہا اور کہنے لگا:

ابراہیم تم اس عمر میں جب کہ تمہیں اپنے نوجوان بیٹے کی ضرورت بھی ہے محض اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کو ذبح کرنے جا رہے ہو۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں لیکن وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس جا پہنچا اور آپ سے کہنے لگا: دیکھو تمہارے والد یونہی تم کو ذبح کرنے لے جا رہے ہیں تم اپنے ہاتھ کو چھڑا کر بھاگ جاؤ پھر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس کو کنکریاں ماریں تو یہ مردود وہیں ڈھیر ہو گیا۔

جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام منیٰ کے مقام پر پہنچے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا:

بابا جان! ذبح سے پہلے مجھے اچھی طرح سے باندھ دیجئے گا کہیں ایسا نہ ہو کہ میں جب تڑپوں اور کچھ خون کے دھبے آپ کے دامن پر آئیں اور کل اللہ تعالیٰ مجھ سے قیامت کے دن پوچھے کہ اے اسماعیل! تو نے میرے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میرے خلیل کے کپڑے کیوں اپنے خون سے رنگے تو میں کیا جواب دوں گا۔

دوسرا چھری چلاتے ہوئے میرا منہ اوندھا کر دیجئے گا کہ کہیں باپ کی محبت غالب نہ آجائے اور آپ کا ہاتھ رک جائے۔

تیسرا میری گردن پر چھری جلدی جلدی چلایئے گا۔

ان باتوں کے بعد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو اور سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا باپ نے بیٹے کا بوسہ لیا محبت کے آنسو چھلک پڑے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجاآوری میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔

جیسے ہی سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے چھری حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر رکھی اللہ تعالیٰ نے چھری کو حکم دیا کہ خبر دار جو اسماعیل کو ہلکی سی بھی خراش آئی۔ ادھر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنا پورا زور لگا رہے تھے مگر چھری تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر رُکی ہوئی تھی تب ہی ندا آئی:

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا (سورۃ الصفت. 104)

اور ہم نے ندا فرمائی اے ابراہیم! بے شک تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔

اس کے بدلے حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک مینڈھا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کے بدلے یہ مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا۔

جویریہ اور راحیل دم سادھے یہ قصہ سُن رہے تھے۔

تو بچو! آج ہم جو قربانی کرتے ہیں وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں کرتے ہیں۔ اور بچو! یہ قربانی کے جانور نمائش کیلئے نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوتے ہیں اگر کوئی کمزور جانور کی قربانی کرے لیکن خلوص کے ساتھ تو یہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ بجائے اس کے کوئی مہنگا جانور خرید کر لائے اور اُس کی نیت ہی یہ ہو کہ لوگ واہ واہ کریں تو ایسی قربانی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور اللہ تعالیٰ ریاکاروں کو پسند نہیں فرماتا۔

تو بچو آئندہ کبھی بھی اپنے قربانی کے جانور کا دوسرے کے قربانی کے جانور سے موازنہ نہیں کیجئے گا۔ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے قربانی کیجئے۔

اچھا بچو! اب بکرے کو بھی کچھ چارہ کھانے کو دو اُسے بھی بھوک لگ رہی ہو گی۔

کعبہ کے معمار

عافیہ اور اویس کوئز پروگرام کی تیاری میں مصروف تھے کل ٹی وی پر اسلامی کوئز کا پروگرام تھا اور ان دونوں بہن بھائیوں کو اپنے اسکول کی نمائندگی کرنا تھی۔

کبھی عافیہ سوال کرتی اور اویس جواب دیتا اور کبھی اویس سوال کرتا اور عافیہ جواب دیتی۔

خانہ کعبہ سب سے پہلے کس نے تعمیر کیا؟ عافیہ نے اویس سے پوچھا۔

اویس کی سمجھ میں اس کا جواب نہیں آرہا تھا۔ آؤ اس کا جواب ہم دادا جان سے پوچھ لیتے ہیں۔

عافیہ اور اویس دونوں ہی دادا جان کے کمرے کی جانب بڑھے دادا جان اخبار کا مطالعہ کررہے تھے۔ ان لوگوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے لگے: ہاں بھئی تم دونوں، خیریت تو ہے؟

ہاں دادا جان! کل ہمارا ٹی وی پر کوئز کا مقابلہ ہے اور ہمیں ایک سوال کا جواب معلوم کرنا ہے۔

ہاں بیٹا پوچھو! دادا جان نے اخبار ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

دادا جان سب سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر کس نے کی؟

ہاں بھئی سب سے پہلے باقاعدہ خانہ کعبہ کی تعمیر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ہی کی۔

وہ کیسے؟ دادا جان! اویس نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ مینڈھے کو قربان کر دیا جو جبرئیل امین لے کر آئے تھے۔ اس کے بعد آپ فلسطین تشریف لے گئے لیکن کچھ عرصے کے بعد آپ واپس حرم آئے اور اپنے بیٹے سیّدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات کی۔ دونوں گلے ملے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو پیار کیا اور فرمایا:

میرے بیٹے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔

انہوں نے فوراً کہا: بابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حکم دیا ہے اس کو پورا کریں آپ مجھے اپنا اطاعت گزار پائیں گے۔

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا۔

تو کیا تم اس کام میں میرا ہاتھ بٹاؤ گے؟

کیوں نہیں بابا جان! سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے فرمانبرداری سے جواب دیا۔

اس کے بعد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لیا اور خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کر دی۔

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام دور دور سے پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ان کو دیوار میں چنتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ دعا بھی مانگتے:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سورہ بقرۃ 127)

اے ہمارے ربّ! تو ہم سے قبول فرما یقیناً تو ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے

یہاں تک کہ دِیوار قدرے بلند ہو گئی لیکن ابھی اس کو اور اونچا کرنا تھا یہ تب ہی ہو سکتا تھا جب کوئی چیز ایسی میسر ہو جس پر وہ کھڑے ہو سکیں۔

لیکن اس زمانے میں کوئی سیڑھی یا اسٹول تو ہوتا نہیں ہوگا پھر انہوں نے کیا کیا؟ عافیہ نے سوال کیا۔

ہاں بھئی وہ ہی بتا رہا ہوں تم ذرا سانس تو لینے دیا کرو۔ دادا جان عافیہ کی دلچسپی پر ہنستے ہوئے بولے۔

تو اس کیلئے سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے چاروں طرف نگاہ ڈالی اُن کی نگاہ ایک بڑے پتھر پر پڑی آپ وہ پتھر اٹھا لائے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو گئے اور اس طرح آپ نے خانہ کعبہ کی چار دیواری کو اور بلند کر دیا۔ اس طرح کعبہ کی تعمیر مکمل ہو گئی۔

جو پتھر حضرت اسماعیل علیہ السلام اُٹھا کر لائے تھے تا کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر دیواروں کو اونچا کر سکیں اُس پتھر پر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پیروں کے نشانات نقش ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کو آپ اتنے محبوب تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو قیامت تک کیلئے محفوظ فرما دیا اور آج ہم اس پتھر کو مقامِ ابراہیم کے نام سے جانتے ہیں۔

اوراویس! آپ کو معلوم ہے کہ اس جگہ نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

پھر جب کعبہ کی تعمیر مکمل ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اب تم حج کی منادی کرو۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے حج کا اعلان کیا اسے قرآن نے اس طرح بیان کیا:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۝ (پ۱۷۔ سورہ حج: ۲۷)

اور اعلان عام کر دو لوگوں میں حج کا اور آئیں گے آپ کے پاس پا پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو آتی ہیں ہر دور دراز راستہ سے۔

آپ کے اس اعلان پر قیامت تک پیدا ہونے والے ہر اُس شخص نے لبیک کہا جسے حج کرنا تھا۔

اب یقیناً تمہیں کعبہ کی تاریخ سے آگاہی مل گئی ہو گی دادا جان نے دونوں بچوں کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

جی دادا جان! آپ نے ہمیں بڑی اچھی باتیں بتائی ہیں۔

قصہ سیدنا اسحاق علیہ السلام

اُمید کی کرن

شیراز بوجھل قدموں سے چلتے چلتے بس اسٹاپ تک آیا۔ اس دفعہ بھی اسے نوکری نہیں ملی تھی۔ نہ جانے کب تک میرے ساتھ ایسا ہوتا رہے گا۔ مایوسی نے شیراز کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔

شیراز کے والد کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا شیراز کی والدہ نے شیراز اور اس کے بہن بھائیوں کو محلے کے لوگوں کے کپڑے سی سی کر پالا تھا۔

ابھی شیراز خود بھی چھوٹا تھا اسی سال تو اُس نے میٹرک کا امتحان دیا تھا۔ لیکن گھر کے حالات نے اُسے نوکری کی تلاش پر مجبور کر دیا۔

گھر پہنچ کر شیراز نے مایوسی کے ساتھ اپنے کاغذات کی فائل پلنگ پر پھینکی اور خود بھی وہیں لیٹ گیا۔

کیا ہوا بیٹا؟ کیا نوکری ملی؟ شیراز کی امی نے پوچھا۔

کیا ہونا ہے امی مجھے تو لگتا ہے کہ میرے نصیب میں صرف جوتیاں گھسنا لکھا ہے نوکری نہیں۔ شیراز نے مایوسی کے ساتھ کہا۔

ارے بیٹا!

تم اتنی جلدی مایوس ہو گئے اللہ تعالٰی کی رحمت تو بڑی وسیع ہے اس میں بھی اللہ تعالٰی کی کوئی حکمت ہو گی۔ شیراز کی امی نے شیراز کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

دیکھو شیراز! آپ تو مسلمان ہو آپ کو مایوس ہر گز نہیں ہونا چاہئے، آؤ چائے تیار ہے چائے پی لو پھر میں تم کو ایک واقعہ سُناتی ہوں۔

جی اچھا۔ شیراز نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

شیراز، ایاز اور عارفہ تینوں بہن بھائی ایک ساتھ بیٹھ کر چائے پینے لگے۔ امی نے چائے کا کپ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا:

دیکھو بچو! آج میں تم کو جو واقعہ سنا رہی ہوں وہ سیّدنا اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ ہے۔

آپ کو یہ تو معلوم ہے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی پہلی شادی آپ کے چچا کی بیٹی حضرت سارہ سے ہوئی تھی لیکن آپ کے اولاد نہیں ہوئی۔

پھر حضرت سارہ کے مشورہ سے آپ نے حضرت ہاجرہ سے شادی کرلی اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہاں سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

لیکن حضرت سارہ کی بھی یہ خواہش تھی کہ اُن کے بھی اولاد ہو۔ حضرت سارہ کی عمر تو ے ۹۰ سال ہو چکی تھی اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بھی سو ۱۰۰ سال کے ہو چکے تھے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے حتیٰ کہ کسی وقت کا کھانا بغیر مہمانوں کے نہیں کھاتے تھے۔

ایک دن اُن کے یہاں تین مہمان تشریف لائے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام مہمانوں کی آمد سے بہت خوش ہوئے اور اپنے خادم کو ایک بچھڑا ذبح کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس کا گوشت بھون کر لے آؤ تا کہ مہمانوں کی تواضع کی جائے۔ دوسری طرف حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی جلدی جلدی توے پر روٹیاں ڈالنا شروع کر دی۔

غرض کھانا تیار ہو گیا تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کے سامنے دستر خوان بچھایا اور اس پر کھانا چُن دیا۔

لیکن عجیب بات ہوئی کہ مہمانوں نے کھانے کو ہاتھ ہی نہیں لگایا۔

مگر کیوں؟ ــــــــ عارفہ سے چپ نہ رہا گیا۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی محبت سے اُن کی مہمان نوازی کی تھی انہیں کھالینا چاہیے تھا نا! امی جان! ایاز نے بھی افسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

ارے بچو! تم لوگ بہت جلد باز ہو واقعہ تو پورا سُن لو۔

جی امی جان! پھر کیا ہوا؟ شیراز نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

جب مہمانوں نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اندیشے میں مبتلا ہو گئے۔

کس قسم کا اندیشہ امی جان! شیراز نے پوچھا۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے یہ فرشتے ہیں اور اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ قوم کو عذاب دینے تو نہیں آئے۔ آپ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تم اُس بستی کو ہلاک کردو گے جس میں تین سو مومن ہوں گے؟

انہوں نے کہا کہ ہم ایسا ہر گز نہیں کریں گے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

کیا تم اُس بستی کو ہلاک کردو گے جس میں دو سو مومن ہوں؟

انہوں نے کہا: ہم ایسا ہر گز نہیں کریں گے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ کیا پھر تم اُس بستی کو ہلاک کرو گے جس میں چالیس مسلمان ہوں؟

فرشتوں نے کہا: ہم اسے بھی ہر گز برباد نہیں کریں گے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

اچھا تو کیا تم اس آبادی کو تباہ و برباد کرو گے جس میں دس مومن رہتے ہوں؟

فرشتوں نے جواب دیا: ہر گز نہیں ہم اُس شہر کو برباد نہیں کریں گے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

کیا تم اُس شہر کو تباہ کردو گے جہاں ایک بھی مومن رہتا ہو؟

فرشتوں نے عرض کیا کہ نہیں۔

تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اس میں تو لوط موجود ہیں۔

فرشتوں نے کہا: ہمیں معلوم ہے وہاں کون لوگ ہیں!

لوط علیہ السلام اور ان کے اہلِ خانہ کو ہم نجات دیں گے سوائے ان کی عورت کے وہ قوم کے ساتھ ہی عذاب میں مبتلا ہو گی۔

قرآن کریم نے یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے:۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ (پ ۱۲۔ سورہ ھود: ۶۹۔ ۷۰)

اور بلاشبہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر انہوں نے کہا (اے خلیل!) آپ پر سلام ہو آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو پھر آپ جلدی لے آئے (ان کی ضیافت کیلئے) ایک بچھڑا بھنا ہوا پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں بڑھ رہے کھانے کی طرف تو اجنبی خیال کیا انھیں اور دل ہی دل میں ان سے اندیشہ کرنے لگے فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں ہمیں تو بھیجا گیا ہے قوم لوط کی طرف۔

اور ساتھ ساتھ ہم آپ کو بھی ایک خوشخبری سنا دیں حضرت سارہ اُس وقت وہیں خیمے کے پاس کھڑی تھیں۔

فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ عنقریب وہ حضرت سارہ کو حضرت اسحاق کی صورت میں ایک فرزند عطا فرمائے گا بلکہ یہی نہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کے ہاں بھی ایک بیٹا حضرت یعقوب علیہ السلام ہوں گے۔

حضرت سارہ یہ سن کر ہنس پڑیں اور کہنے لگیں کہ میں نوّے ۹۰ سال کی بڑھیا ہو چکی ہوں اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بھی سو ۱۰۰ سال کے ہو چکے ہیں ہمارے جوانی میں اولاد نہیں ہوئی اب بڑھاپے میں کیسے ہوگی؟

فرشتوں نے کہا کہ کیا آپ کو اللہ تعالٰی کے حکم پر تعجب ہے اللہ تعالٰی کی رحمت تو بہت بڑی ہے اللہ تعالٰی کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ابراہیم کے گھر والوں پر۔

قرآن کریم نے یہ واقعہ یوں بیان کیا ہے:۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ (پ ۱۲۔ سورہ ھود: ۶۹۔۷۰)

اور آپ کی اہلیہ (سارہ پاس) کھڑی تھیں وہ ہنس پڑیں تو ہم نے خوشخبری دی سارہ کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی سارہ نے کہا وائے حیرانی کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی اور یہ میرے میاں ہیں یہ بھی بوڑھے

ہیں بلاشبہ یہ تو عجیب و غریب بات ہے فرشتے کہنے لگے کیا
تم تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم پر اللہ کی رحمت اور اس کی
برکتیں ہوں تم پر اے ابراہیم کے گھرانے والو!
بے شک وہ ہر طرح تعریف کیا ہوا بڑی شان والا ہے۔

اس کے بعد فرشتے سدوم کی جانب چلے گئے تا کہ قومِ لوط کو اُن کے بُرے اعمال کا مزہ عذابِ الٰہی کی شکل میں چکھا سکیں۔

یہ قوم لوط کون تھی؟ ایاز نے پوچھا۔

بھئی یہ ایک الگ کہانی ہے اس کو کل سنائیں گے۔

تو شیراز! آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کتنی وسیع ہے وہ جب چاہے گا آپ کو نوکری مل جائے گی بس اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا۔

قصہ سیدنا لوط علیہ السلام

پتھروں کی بارش

امی جان السلام علیکم ! عارفہ اور ایاز نے بستوں کو میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

امی جان کیا پکایا ہے ؟ بہت زور کی بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ ایاز نے بے تابی سے پوچھا۔

آج میں نے قیمہ آلو پکائے ہیں۔ کپڑے بدل کر منہ ہاتھ دھو لو تو میں کھانا لگا دیتی ہوں۔

امی جان ! آپ نے کہا تھا کہ سیّدنا لوط علیہ السلام کا قصہ آپ ہمیں سنائیں گی۔ عارفہ نے سالن دستر خوان پر رکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بھئی ضرور مگر ایسا ہے کہ آپ ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر آرام کرو پھر شام کو میں تمہیں سیّدنا لوط علیہ السلام کا قصہ سناؤں گی۔ امی نے نماز کا مصلیٰ بچھاتے ہوئے کہا۔

سیّدنا لوط علیہ السلام کی قوم کا قصہ سننے کیلئے عارفہ اور ایاز اتنے بے چین تھے کہ ظہر کی نماز تو پڑھ لی مگر بستر پر کروٹیں بدلتے رہے اور جیسے ہی شام کے چار بجے دونوں دوبارہ امی کے پاس پہنچ گئے اتفاق سے شیر از بھی اُسی وقت آگیا۔

امی جان ! امی جان ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے نوکری مل گئی ہے اور وہ بھی پارٹ ٹائم میں تاکہ میں اپنی پڑھائی بھی مکمل کر سکوں۔

بہت بہت مبارک ہو شیراز بھائی! عارفہ نے خلوص کے ساتھ اپنے بڑے بھائی سے کہا۔

دیکھا بیٹا! میں نے کہا تھا نا کہ مایوس نہ ہونا اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بہت بڑا ہے۔

اچھا اب جلدی سے تم بھی ہاتھ منہ دھو کر آجاؤ چائے تیار ہے اور آج تمہاری نوکری کی خوشی میں، میں نے حلوہ بھی بنالیا ہے۔

ہاں امی جان! اب آپ ہمیں سیّدنا لوط علیہ السلام کی قوم کا قصہ سُنائیں۔ ایاز نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

ہاں بچو! آپ لوگ یہ تو جانتے ہی ہیں کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جب بابل سے فلسطین ہجرت کر کے آئے تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو اُردن کے شہر سدوم کی طرف تبلیغ کیلیے روانہ کر دیا۔

سدوم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان بن چکے تھے ہر برا کام وہ لوگ کیا کرتے تھے چوری، ڈکیتی، ستاروں کی پرستش، بتوں کی پوجا کوئی کسی کو بھی برائی کرنے سے نہ روکتا۔ اور ان بُرائیوں کے علاوہ ان میں ایک برائی حد سے زیادہ بے حیائی کی تھی اس دنیا میں یہ بے حیائی اس قوم سے پہلے کسی نے بھی نہیں کی تھی۔

ایک تو یہ لوگ بے حیائی کرتے اور اُسے فخر سے ایک دوسرے کو بتاتے بھی تھے اس طرح ان کا گناہ کرنا اور پھر اعلانِ گناہ کرنا برائی کو اور زیادہ پھیلاتا تھا۔ ان کی لوٹ مار کے سبب کوئی تاجر ان کے شہر کا رخ بھی نہیں کرتا تھا۔

ایک دفعہ ایک تاجر بھول کر ان کے علاقے میں اپنا مال فروخت کرنے کیلئے آگیا۔اس کا مال اونٹوں پر لدا ہوا تھا اس نے اپنا مال اونٹوں سے اتارا اور اس کو بازار میں ایک جگہ پر لگا دیا تاکہ لوگوں کو بیچ سکے۔

ان لوگوں نے آکر اس کے سامان کو دیکھنا شروع کر دیا ایک آدمی نے ایک چیز اُٹھائی اور کہا کہ وہ گھر جا کر استعمال کرے گا اگر پسند آگئی تو خرید لے گا۔

دوسرے نے کوئی دوسری چیز اٹھائی اور کہا کہ اگر گھر والوں نے پسند کر لی تو میں آکر اور لے جاؤں گا تب ہی اس کی قیمت بھی دے دوں گا۔

اس طرح لوگ اس تاجر کا سارا سامان لوٹ کر اپنے گھروں کو لے گئے جب شام تک کوئی واپس نہیں آیا تو اس تاجر کو اپنے لٹنے کا احساس ہوا۔

اوہ ! یہ تو بہت بُرا ہوا اس تاجر کے ساتھ، ایاز نے دکھ کے ساتھ کہا۔

تو یہ پوری قوم اس طرح کی برائیوں میں بھی مبتلا تھے۔راستے میں بیٹھ جاتے اور لوگوں کا مذاق اڑاتے اُن کو لوٹتے اور لوگوں کو قتل بھی کر دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی اصلاح کیلئے اپنے برگزیدہ نبی سیّدنا لوط علیہ السلام کو چنا۔

کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی طرف اپنا نبی نہیں بھیجتا اُس وقت تک اُس قوم پر عذاب نہیں لاتا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھایا پیار سے، عذاب سے ڈرا کر

اے لوگو!

اللہ کی طرف پلٹو ان بتوں کی پرستش چھوڑ دو برائی سے باز آجاؤ لوگوں کو راستے میں انہیں لوٹنے اور قتل کرنے کیلئے نہیں بیٹھو۔ اور تم نے ایسی بے حیائی اختیار کی ہے جو تم سے پہلے کسی اور قوم نے اختیار نہیں کی۔ تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو اگر تم اپنی برائیوں سے باز نہیں آئے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تم کو اس کی سزا دے گا۔

بجائے اس کے کہ وہ لوگ سیّدنا لوط علیہ السلام کی باتوں کو غور سے سن کر اُن پر عمل کرتے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔ انہیں دیوانہ اور پاگل کہنا شروع کر دیا۔

لیکن حضرت لوط علیہ السلام اُن کی ان شرارتوں پر صبر کرتے رہے اور لوگوں کو تبلیغ فرماتے رہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی اس تبلیغ پر یہ لوگ بڑے غصے ہوئے کہنے لگے:

ذرا دیکھو اس لوط کو اور ان کے چیلوں کو بڑے پاکباز اور باکردار بنے پھرتے ہیں۔ ہم ان جیسے مذہبی لوگوں کو اپنے روشن خیال ترقی پسند معاشرے میں برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں انہیں کہہ دو کہ وہ اپنا مذہبی تقدس کہیں اور لے جائیں اور ہماری عیاشی کی محفلوں پر تنقید نہ کریں۔

کتنے برے لوگ تھے نا وہ! شیراز نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا۔ قرآن نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا:۔

وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا

مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ○ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً

مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○

(پ۸۔ سورہ اعراف: ۸۰،۸۱)

اور (بھیجا ہم نے) لوط کو جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے کہ کیا تم کیا کرتے ہو ایسی بے حیائی (کا فعل) جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا ساری دُنیا میں بے شک تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی کیلئے عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ تو حد سے گزرنے والے ہو۔

اور کہا: اگر تم نے اب بھی اپنی روش نہیں بدلی تو تم پر پھر اللہ تعالیٰ اپنا عذاب بھیجے گا اور تمہارا نام ونشان بھی مٹ جائے گا۔

اس کے جواب میں وہ کہنے لگے:

اے لوط! جس عذاب سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو اب تم اللہ کا وہ عذاب لے آؤ۔

چنانچہ جب حضرت لوط علیہ السلام نے دیکھ لیا کہ یہ قوم تو ایمان لانے والی نہیں ہے تو آپ نے دعا کی:

اے میرے پروردگار! اس فساد کرنے والی قوم کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا لوط علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔ اور ان کی طرف تین فرشتوں کو بھیجا یہ وہی فرشتے تھے جنہوں نے حضرت سارہ کو سیّدنا اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی تھی۔

فرشتے انسانی بھیس میں جب آپ کے پاس آئے تو آپ اُس وقت اپنے کھیت میں کاشتکاری میں مصروف تھے۔

اُنہوں نے سیّدنا لوط علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ انہیں اپنے ہاں ٹھہرائیں۔

سیّدنا لوط علیہ السلام کو ان کی خواہش کو رد کرنا مناسب معلوم نہیں ہوا آپ انہیں اپنی قوم کے لوگوں سے چھپاتے چھپاتے اپنے گھر لے آئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ۝ (پ ۱۲۔ سورہ ھود: ۷۷)

اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط (علیہ السلام) کے پاس وہ دلگیر ہوئے ان کے آنے سے اور بڑے پریشان ہوئے ان کی وجہ سے اور بولے آج کا دن تو بڑی مصیبت کا دن ہے۔

سیّدنا لوط علیہ السلام جانتے تھے کہ قوم کو اگر معلوم ہو گیا کہ میرے گھر مہمان آئے ہوئے ہیں تو یہ ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کریں گے۔

قوم کے لوگوں کو سیّدنا لوط علیہ السلام کی بیوی واہلہ نے خبر کر دی کہ آج لوط کے گھر میں تین خوبصورت نوجوان لڑکے آئے ہیں۔

قوم یہ سن کر حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کی طرف دوڑی اور حضرت لوط علیہ السلام سے مطالبہ کرنے لگی کہ ان تین لڑکوں کو ہمارے حوالے کرو۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ دیکھو یہ مہمان ہیں ان کے ساتھ بد تمیزی مت کرو۔ آپ دروازے کے پیچھے سے انہیں نصیحت کرتے رہے۔

مگر وہ تو پرلے درجے کے بدمعاش تھے انہوں نے دروازہ مسلسل پیٹنا شروع کر دیا بلکہ کچھ بے ہودہ لوگ تو سیّدنا لوط علیہ السلام کے گھر کی دیوار پر بھی چڑھ گئے۔

جب اُن اوباشوں کی گستاخی حد سے زیادہ بڑھ گئی اور انہوں نے لوط علیہ السلام کے ساتھ بد تمیزی شروع کر دی تو فرشتوں نے سیّدنا لوط علیہ السلام سے کہا:

یاسیدی! ہم تو آپ کے ربّ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں آپ دروازہ کھول دیں اور ان بد تمیزوں کو اندر آنے دیں یہ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب نازل کرنے کیلئے بھیجا ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے حضرت جبرئیل نے ان پر اپنا ایک پر مارا تو یہ سب اندھے ہو گئے اور انہیں کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا یہ لوگ دیواروں کو پکڑتے پکڑتے واپس اپنے گھروں کو لوٹ گئے مگر اب بھی یہ سدھرے نہیں بلکہ سیّدنا لوط علیہ السلام کو خطرناک نتائج کی دھمکیاں دینے لگے کہ کل جب صبح ہو گی تو ہم تمہیں دیکھ لیں گے۔

پھر فرشتوں نے سیّدنا لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ اور آپ کے اہل خانہ رات کے وقت اس بستی سے نکل جائیں عذاب اب ان کا مقدر ہو گیا ہے اور آپ کی بیوی کیونکہ

کافروں سے ملی ہوئی ہے لہٰذا آپ اُس کو ساتھ نہ لے جائیں وہ بھی اس عذاب میں ہلاک ہو گی۔

حضرت لوط علیہ السلام اپنے اہل خانہ کو لے کر نکل کھڑے ہوئے جب آپ بستی سے نکل گئے تو حضرت جبرئیل امین نے اس شہر کو اوپر لے جا کر نیچے پھینک دیا اور ان پر بڑے بڑے پتھروں کی بارش برسائی۔

ہر پتھر پر ہر کافر کا نام لکھا ہوا تھا اور وہ پتھر اُسی کافر کو لگتا جس کا نام پتھر پر درج ہوتا۔ اس طرح یہ بدبخت قوم اپنے انجام کو پہنچی۔

بُرے کام کا بُرا انجام ہوتا ہے اور آخرت میں دوزخ کی آگ ٹھکانہ بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنا اطاعت گزار فرمانبردار بنائے اور اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اچھا اب تم لوگ مغرب کی نماز کی تیاری کرو مجھے رات کا کھانا بھی بنانا ہے۔

جی امی جان! تمام بچوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

بنی اسرائیل

"بنی اسرائیل" اس کا کیا مطلب ہوا ننھی عافیہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کافی دیر تک وہ خود سمجھنے کی کوشش کرتی رہی پھر آخر اُس نے اپنے بڑے بھائی عبید سے پوچھ ہی لیا۔

عبید بھائی آپ کو بنی اسرائیل کے معنی معلوم ہیں؟

عبید نے کہا: ہاں عافیہ لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو؟

اصل میں اس کہانی میں بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے مگر مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کہ یہ بنی اسرائیل ہیں کون؟

آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ تو پڑھا ہوگا جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کو سیّدنا اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی تھی۔

جی ہاں! مگر اس میں بنی اسرائیل کا ذکر کہاں سے آگیا؟ بھائی جان! عافیہ نے بے چینی سے پوچھا۔

تم تو بس جلدی میں ہی رہتی ہو۔ عبید نے پیار سے ہلکی سے چپت بہن کو لگائی۔

حضرت اسحاق علیہ السلام جب بڑے ہوگئے تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کی شادی فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی اولاد کی نعمت عطا فرمائی۔ تو سیّدنا اسحاق علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام یعقوب تھا انہیں اسرائیل بھی کہا جاتا ہے ان کی جو اولاد ہوئی وہ بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔

قصہ سیدنا یوسف علیہ السلام

حاسد بھائی

آخر کس طرح اُس کا کھلونا خراب کیا جائے۔ نبیل اپنے چچازاد بھائی عدیل کے کھلونے کو خراب کرنے کی پلاننگ کر رہا تھا۔

ہر اچھی چیز عدیل کے پاس ہوتی ہے اس کے پاس ریموٹ سے چلنے والی کار بھی ہے اور تو اور اس کو اس کے ابو نے جو شیشے کا پنسل بکس دلایا تھا وہ بھی کتنا خوبصورت تھا۔ بس مجھے موقع مل جائے میں اس کی چیز کو توڑ پھوڑ کر رکھ دوں گا اگر میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے تو اس کے پاس بھی نہیں رہنے دوں گا۔ نبیل نے غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔

دوسرے دن اسکول سے واپسی پر نبیل نے عدیل سے کہا: عدیل مجھے تم اپنا پنسل بکس تو دِکھانا عدیل نے نبیل کو اپنا پنسل بکس دے دیا۔

لیکن نبیل تو پہلے ہی عدیل اور اس کی چیزوں سے حسد کرتا تھا اُس نے جب دیکھا کہ عدیل اُس کی طرف نہیں دیکھ رہا تو اُس نے پنسل بکس کو گرا دیا۔

پنسل بکس شیشے کا تھا لہٰذا گرتے ہی وہ چور چور ہو گیا۔ لیکن نبیل کی خالہ نے نبیل کو پنسل بکس جان بوجھ کر گراتے ہوئے دیکھ لیا اور وہ سمجھ گئیں کہ نبیل حسد جیسی بیماری کا شکار ہو گیا ہے۔

دوسرے دن انہوں نے نبیل کو بلایا اور اُس سے پیار سے پوچھا:

بیٹا! کل آپ نے عدیل کا پنسل بکس جان بوجھ کر کیوں گرایا تھا؟

نبیل نے جب یہ سنا تو وہ گھبرا گیا۔

نبیل کی خالہ نے اُس سے پیار سے کہا: گھبراؤ نہیں بس سچ سچ بتاؤ کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟

نبیل نے خالہ جان کو سچ سچ سب کچھ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔

خالہ جان! ہر اچھی چیز عدیل کے پاس ہوتی ہے موٹر کار ہو تو وہ بھی عدیل کے پاس سب سے اچھی ہو گی اُس کے کلر بکس، اُس کا بیگ، اُس کی سائیکل سب کچھ تو اُس کے پاس اچھا ہے۔ لیکن ایک میں ہوں جس کے پاس نہ ریموٹ والی کار ہے نہ کلر بکس نہ پنسل کا خوبصورت ڈبہ نہ اسپورٹس سائیکل۔ نبیل بتاتے بتاتے رو پڑا۔

اور اس وجہ سے آپ نے عدیل کا پنسل بکس توڑ دیا خالہ نے ہلکی سی سرزنش کرتے ہوئے کہا۔ نبیل کا سر ندامت سے جھک گیا۔

دیکھو بیٹا یہ جو حسد کی آگ ہے نا! یہ نیکیوں کو جلا دیتی ہے اور آپ تو اچھے بچے ہو وعدہ کرو اب عدیل یا کسی اور کی چیز سے کبھی حسد نہیں کرو گے۔

کیونکہ حاسد کو ہمیشہ شرمندہ ہونا پڑتا ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو شرمندہ ہونا پڑا تھا۔

وہ کیسے؟ خالہ جان!

آپ سب بچوں کو جمع کر لو پھر میں تم کو سیّدنا یوسف علیہ السلام کا قصہ سناؤں گی۔ تھوڑی دیر میں شعیب، سدید، ماریہ اور مریم جمع ہو گئے۔

ہاں بچو! تو سب آ گئے۔ جی خالہ جان! نبیل بھائی بتا رہے ہیں کہ آپ ہمیں سیّدنا یوسف علیہ السلام کا قصہ سنا رہی ہیں۔ مریم نے خالہ جان سے پوچھا۔

جی ہاں بچو! اب سنو۔

آپ کو معلوم ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو بہت پیار کرتے تھے اور آپ جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام نبی ہیں اور مستقبل میں اعلانِ نبوت کریں گے۔

دوسری بات یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عادت بھی عام بچوں سے بالکل مختلف تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل اُس وقت انتقال کر گئی تھیں جب حضرت یوسف علیہ السلام ان کے بھائی بنیامین بہت چھوٹے تھے ان وجوہات کی بنا پر سیّدنا یعقوب علیہ السلام، سیّدنا یوسف علیہ السلام اور بنیامین کا بہت خیال رکھتے اور بالخصوص سیّدنا یوسف علیہ السلام کو تو اپنی نظروں سے اوجھل ہی نہیں ہونے دیتے تھے۔

یوسف علیہ السلام کے دس بھائی اور بھی تھے لیکن ان کی والدہ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی پہلی بیوی تھیں۔

یوسف علیہ السلام کے بھائی جب دیکھتے کہ ہمارے والد یوسف کو زیادہ پیار کرتے ہیں تو وہ سیّدنا یوسف علیہ السلام سے حسد کرنے لگے اور اس بات کی کوشش کرنے لگے کہ کسی طرح سے یوسف کو مار ڈالو یا کہیں دور پھینک آؤ تاکہ یہ واپس نہ آسکے اور ہمارے والد کی توجہ ہماری طرف ہی ہو۔ ابھی وہ منصوبہ بنا ہی رہے تھے۔

دوسری طرف سیّدنا یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ انہیں گیارہ ستارے اور چاند سورج سجدہ کر رہے ہیں۔ دوسرے دن صبح وہ اپنے والد سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب سنایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:
بیٹا! اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہیں کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی چال چلیں گے اور شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے کہیں وہ ان کو نہ بہکائے۔
ادھر ان دس بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے خلاف پورا منصوبہ تیار کر لیا کہ ان کو کس طرح راستے سے ہٹایا جائے۔
حسد کی آگ ان کو مکمل اندھا کر چکی تھی اور یہ کہنے لگے بعد میں توبہ کر لیں گے۔ سارے بھائیوں نے یہ مشورہ کیا کہ یوسف کو شکار کے بہانے جنگل میں لے جاتے ہیں وہاں جا کر اس کو قتل کر دیں گے اور یوں اس طرح یہ ہمارے راستے سے ہٹ جائے گا اور سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی ساری توجہ ہماری جانب ہو جائے گی ان میں سے ایک بھائی نے کہا کہ یوسف کو قتل نہیں کرو بلکہ اس کو کنوئیں میں ڈال دو اسطرح کوئی راہ گیر اس کو نکال کر لے جائے گا اور ہم اس کو دور دراز جگہ چھوڑ آنے کی مصیبت سے بچ جائیں گے اور یہ زیادہ آسان ہے۔ آخر اس منصوبے پر سب راضی ہو گئے اور اب وہ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:
بابا جان! آپ یوسف کے معاملے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ یہ ہمارے ساتھ کھیلے کودے میوے اور پھل وغیرہ کھائے اور ہم اس کے محافظ ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: میں اس کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا کیونکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں تم اس سے بے خبر رہو اور اس کو بھیڑیا کھا جائے۔

تو کیا یعقوب علیہ السلام کو پہلے ہی سے معلوم ہو گیا تھا؟ مریم نے پوچھا۔

ہاں بیٹا! نبی کو تو آنے والے واقعات کا علم ہوتا ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

لیکن سب بھائیوں نے ایک ساتھ کہا: باباجان ہمارے ہوتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہے کہ بھیڑیا یوسف کو کھا جائے یہ تو ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہوگا۔

جب سیّدنا یعقوب علیہ السلام کسی طرح راضی نہیں ہوئے تو یہ سب سیّدنا یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا تم ہمارے ساتھ جنگل میں چلو گے ہم دوڑ کا مقابلہ کریں گے ہم وہاں میوے اور پھل بھی کھائیں گے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ بھائی بڑی محبت سے اپنے ساتھ لے جانے کا کہہ رہے ہیں تو آپ نے کہا: ہاں! میں ضرور جاؤں گا۔

انہوں نے کہا کہ تم باباجان سے کہو۔

آپ نے سب بھائیوں کو ساتھ لیا اور باباجان کے پاس آگئے۔ بھائیوں نے ان کی موجودگی میں کہا کہ یوسف ہمارے ساتھ جانا چاہتا ہے آپ اسے ہمارے ساتھ جانے دیں۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے بھائیوں کے سامنے پوچھا:

یوسف آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا آپ بھی جانا چاہتے ہو ان کے ساتھ؟

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے کہا کہ بھائی مجھے اتنی محبت سے لے جانا چاہتے ہیں تو آپ اجازت دے دیجیے۔

اس طرح سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے نہ چاہتے ہوئے بھی جانے کی اجازت دے دی۔

جب وہ یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تو جب تک سیّدنا یعقوب علیہ السلام سامنے تھے اُس وقت تک وہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کو کندھے پر اٹھائے چلتے رہے جب وہ جنگل میں پہنچ گئے اور یعقوب علیہ السلام کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو انہوں نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو زمین پر پھینک دیا۔ اور اپنے حسد کو ظاہر کرنے لگے۔ اندر جو حسد نے دشمنی کی آگ لگا رکھی تھی وہ جلنے لگی۔

کبھی وہ سیّدنا یوسف علیہ السلام سے بدکلامی کرتے کبھی مارتے۔ آپ ایک بھائی سے بھاگ کر دوسرے بھائی کے پاس آتے کہ شاید وہ میرے ساتھ ہمدردی کرے گا اور میری فریاد سنے گا لیکن وہ بھی آپ کو مارنا شروع کر دیتا۔ آپ ان کے ارادوں کو سمجھ گئے تو آپ نے وہیں سے پکار کر کہا:

اے میرے بابا جان! کاش آپ یوسف کو دیکھتے کہ بھائی اس پر کتنا ظلم کر رہے ہیں؟ تو آپ کتنے غمزدہ ہوتے۔ اور میرے بھائیوں نے جو مظالم مجھ پر کیے اگر آپ ان کو دیکھتے تو یقیناً رو پڑتے۔

بابا جان! یہ کتنی جلدی آپ سے کیے ہوئے وعدے کو بھول گئے کتنی جلدی انہوں نے آپ کی نصیحتوں کو بھلا دیا۔ یہ کہتے ہوئے سیّدنا یوسف علیہ السلام شدید روئے۔ ان کے بھائیوں نے ان کی قمیص اُتار لی اور ان کو ایک کنوئیں میں دھکا دے دیا۔

اس کے بعد یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ایک بکری ذبح کی اور اس کے خون سے قمیص کو آلودہ کرلیا اور مگرمچھ کی طرح موٹے موٹے آنسو بہاتے روتے چلاتے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آگئے۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے پوچھا: کیا ہوا تمہیں۔۔۔۔۔ اور یوسف کہاں ہیں؟

تب انہوں نے کہا:

بابا جان! ہم دوڑ کا مقابلہ کر رہے تھے اور یوسف کو ہم نے سامان کی حفاظت کیلئے سامان کے پاس چھوڑ دیا جب ہم واپس آئے تو دیکھا کہ یوسف کو بھیڑیئے نے کھا لیا۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے۔

یہ دیکھئے یوسف کی قمیص اس پر بھی خون لگا ہوا ہے۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے قمیص کو چہرہ پر ڈال لیا اور رونے لگے آپ نے کہا: مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو۔

یہ بھیڑیا اتنا مہذب کیسے ہو گیا کہ اس نے یوسف کو تو کھا لیا مگر قمیص کو ذرا سا بھی نہیں پھاڑا کیونکہ اگر بھیڑیئے نے یوسف کو کھا لیا ہوتا تو قمیص جگہ جگہ سے پھٹ چکی ہوتی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اب میرے لیے یہی بہتر ہے کہ میں صبر کروں۔

لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا ہوا؟ شعیب اور سدید نے ایک ساتھ پوچھا۔

ہاں بھئی اسی طرف آ رہی ہوں۔ خالہ جان نے بچوں کی بے تابی پر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جب یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ کو کنوئیں میں ڈال کر چلے گئے۔ اتفاق سے وہاں سے ایک تجارتی قافلہ ملک شام سے مصر کی جانب جارہا تھا۔

راستے میں ان کی نظر اس کنوئیں پر پڑی انہوں نے سوچا کے سفر طویل ہے نہ جانے آگے پانی ملے یا نہیں لٰہذا اپنے پانی کے برتن اس کنوئیں سے ہی بھرلو۔ انہوں نے کنوئیں میں ڈول ڈالا سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اس ڈول کی رسی پکڑلی جب قافلہ کے سردار نے دیکھا کہ یہ تو بہت خوبصورت لڑکا ہے تو وہ بہت خوش ہوا۔

اس زمانے میں جن بچوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا تو اُن کو مصر کے بازار میں فروخت کردیا جاتا تھا۔

اب قافلے والے پانی کو بھول گئے اور سیّدنا یوسف علیہ السلام کو لے کر چل پڑے۔

ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی سوچنے لگے ذرا جاکر دیکھیں کہ یوسف زندہ بھی ہے یا مرچکا ہے۔

اوہ اوہ! کس قدر ظالم بھائی تھے یہ۔۔، مریم نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔

اب وہ کنوئیں کے پاس آئے تو دیکھا کہ یوسف کنوئیں میں نہیں ہیں اور قریب ہی ایک قافلہ جانے کیلئے تیار ہے۔ یہ بھائی ان قافلے والوں کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ یوسف کو انہوں نے ہی نکالا ہے۔

آپ کے بھائیوں نے کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے جو بھاگ کر آگیا ہے اگر تم خریدنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں سستا بیچ دیں گے تم اس کو یہاں سے دور کسی اور علاقے میں لے جاکر بیچ دو تاکہ اس کو بھاگنے کا مزہ آئے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام اپنے ربّ کی رضا پر راضی تھے بھائیوں کے ڈر سے آپ خاموش رہے آپ نے قافلہ والوں کو یہ بھی نہیں بتایا کہ میں ان کا بھائی ہوں غلام نہیں۔

آخرکار ان حاسد بھائیوں نے آپ کو ان قافلہ والوں کے ہاتھوں کھوٹے سکوں کے عوض بیچ ڈالا۔

اب یہ تجارتی قافلہ مصر پہنچ گیا اور آپ کو بازار میں فروخت کیلئے رکھ دیا گیا۔ آپ کی نیلامی شروع ہوئی اور بولی بڑھتی ہی گئی اور آپ کی قیمت اتنی لگ گئی کہ اب عام آدمی میں اتنی سکت نہ رہی کہ وہ آپ کو خرید سکے۔ لہٰذا آپ کو بادشاہ کے وزیر جس کو عزیز مصر کہتے تھے، نے خرید لیا۔

گھر لا کر عزیز مصر نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو اپنی بیوی زلیخا کے حوالے کر دیا اور کہا زلیخا اس غلام کا بہت خیال رکھنا ہو سکتا ہے یہ ہمیں فائدہ دے اور ہماری اولاد تو ہے نہیں، ہم اس کو بیٹا بنا لیں یہاں تک کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام جوان ہو گئے آپ نہایت خوبصورت تھے۔

عزیز مصر کی بیوی سیّدنا یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی پر مر مٹی اور آپ کو ورغلانے لگی اور ایک دن وہ حد سے گزر گئی اس نے یوسف کو کمرے میں بلایا اور دروازہ بند کر لیا اور بولی اے یوسف میرے پاس آؤ۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نہایت پاک دامن اور باکردار تھے آپ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ خود کو بچانے کیلئے دروازے سے باہر نکلنے

لگے تو زلیخا بھی آپ کے پیچھے بھاگی اور پیچھے سے آپ کو پکڑنے کی کوشش کی تو آپ کی قمیص کا پچھلا دامن پھٹ گیا۔

اور کرتے کا ٹکڑا زلیخا کے ہاتھ ہی میں رہ گیا اتفاق سے اُسی وقت عزیز مصر بھی زلیخا کی طرف آنکلا جب زلیخا نے دیکھا کہ اُس کا شوہر بھی آگیا ہے تو اُس نے ایک دم پلٹا کھایا اور مکاری سے کہنے لگی:

بھلا بتاؤ اس شخص کی کیا سزا ہو گی جو تمہاری بیوی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا: زلیخا جھوٹ بول رہی ہے اسی نے مجھے ورغلانے کی کوشش کی ہے میں بالکل بے قصور ہوں۔

اس وقت عزیز مصر کا کوئی رِشتہ دار موجود تھا اُس نے کہا کہ اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو قصور وار یوسف ہے اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو یوسف بے قصور ہے اور زلیخا جھوٹی ہے۔

جب عزیز مصر نے قمیص دیکھی تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔

عزیز مصر سمجھ گیا کہ اُس کی بیوی ہی قصوروار ہے چنانچہ اُس نے کہا:

تم عورتوں کے مکرو فریب بڑے ہی سخت ہوتے ہیں

پھر اُس نے سیّدنا یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم اس معاملہ کو در گزر کردو۔

اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم ہی خطاکار ہو اپنے گناہ کی معافی مانگو

کچھ ہی دِنوں میں یہ واقعہ سارے شہر میں مشہور ہو گیا اور دوسرے امیروں، وزیروں کی بیویاں زلیخا کو طعنے دینے لگیں کہ بتاؤ زلیخا اپنے ہی غلام پر فریفتہ ہو گئی۔

کوئی کہتا کہ آخر اس عام غلام میں کیا بات تھی جو زلیخا کا دل اس پر آ گیا۔

جب یہ خبریں زلیخا کے کانوں تک پہنچیں تو اس نے اپنے محل میں ایک دعوت کا انتظام کیا اور اس میں تمام امیروں، وزیروں کی بیویوں کو اور اپنی رشتہ دار خواتین کو بلایا سب کے ہاتھوں میں ایک ایک چھری رکھ دی۔ جب یہ عورتیں پھل کاٹ کر کھانے لگیں تو اس نے یوسف علیہ السلام کو بلا بھیجا جیسے ہی عورتوں نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اُن کی آنکھیں سیّدنا یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر پتھرا سی گئیں وہ آپ کے حسن میں اس قدر مدہوش ہو گئیں کہ انہیں پتا ہی نہیں چلا اور انہوں نے پھلوں کے بجائے اپنی انگلیوں کو کاٹ ڈالا۔

پھر جب انہیں ہوش آیا تو کہنے لگیں کہ سبحان اللہ یہ کوئی آدمی نہیں بلکہ بزرگ فرشتہ ہے۔

ان کی یہ حالت دیکھ کر عزیز مصر کی بیوی نے کہا: یہ وہی غلام ہے جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی ہو بے شک میں نے اس کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر یہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اگر اس نے اب بھی میری بات نہیں مانی تو میں اس کو جیل بھجوادوں گی۔

زلیخا کی اس دھمکی پر سیّدنا یوسف علیہ السلام نے دعا کی:

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ سورہ یوسف

یوسف نے عرض کی اے میرے رب! مجھے قید خانہ زیادہ
پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر
تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل
ہوں گا اور نادان بنوں گا۔

اے اللہ! جس کام کی طرف یہ بلاتی ہے اس سے تو بہت بہتر مجھے قید خانہ پسند ہے۔
اے اللہ اگر تیرا فضل نہ ہو تو انسان گناہوں میں مبتلا ہو کر نادان ہو جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا۔
تو خالہ جان پھر کیا سیّدنا یوسف علیہ السلام کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ ماریہ نے تشویش کے ساتھ پوچھا۔
اس کے بعد کیا ہوا؟ خالہ جان نبیل نے پوچھا۔
اس کے بعد کیا ہوا یہ ایک اور طویل کہانی ہے جو ان میں آپ لوگوں کو کل رات کو سونے سے پہلے سناؤں گی۔
تب تک کیلئے شب بخیر۔

بادشاہ کا خواب

جی خالہ جان! پھر کیا ہوا؟

کیا سیّدنا یوسف علیہ السلام کو جیل بھیج دیا گیا؟ سدید نے پوچھا۔

ایک تو اُن کے بھائیوں نے ان پر ظلم کیا اور دیار غیر میں بھی اُن کو ایک اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ شعیب نے دُکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ہاں بھئی اللہ تعالٰی نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمالیا۔ اور ان کو عورتوں کے مکروفریب سے دور کر دیا۔

لیکن یہ ہوا کیسے؟ ماریہ نے تجسس سے پوچھا۔

عزیز مصر جانتا تھا کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام بے قصور ہیں مگر اپنی بدنامی کے ڈر سے اُس نے سیّدنا علیہ السلام کو جیل بھجوادیا تاکہ لوگ اس واقعہ کو بھول جائیں لہٰذا آپ کو جیل مین قید کر دیا گیا۔

اتفاق سے اسی وقت مصر کا بادشاہ اپنے دو غلاموں سے ناراض ہو گیا اور انہیں بھی جیل میں قید کر دیا گیا۔

ان ملازموں میں ایک تو شاہی باورچی خانہ کا خانساماں تھا اور دوسرا بادشاہ کو مشروبات پلایا کرتا تھا ان دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینے کی سازش کی ہے۔
ایک رات ان دونوں نے ایک خواب دیکھا اور بڑے پریشان ہوئے کہ اس قید خانہ میں خواب کی تعبیر پوچھیں تو کس سے پوچھیں؟
حضرت یوسف علیہ السلام کے اخلاق و کردار کا چرچا سارے قیدیوں میں ہو چکا تھا آپ جیل میں بھی دن رات تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ توحید کی دعوت اور پیغامِ نبوت کو عام کر رہے تھے۔
لہٰذا ان دونوں قیدیوں نے آپ کو اپنا خواب سُنایا اور تعبیر پوچھی۔
بادشاہ کو مشروبات پلانے والے نے خواب دیکھا کہ انگور کی بیل ہے اس کی تین شاخیں ہیں ان شاخوں میں پتے اُگ آئے ہیں اور انگوروں کے خوشے لٹک رہے ہیں جو پکے ہوئے ہیں اس نے انگوروں کو لیا اور بادشاہ کے پیالے میں نچوڑا اور اُسے وہ مشروب پلایا۔
خانساماں (باورچی) نے دیکھا کہ اس کے سر پر روٹیوں کی تین ٹوکریاں ہیں اور پرندے اس ٹوکری سے روٹیاں نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔
ان دونوں نے خواب سنانے کے بعد سیّدنا یوسف علیہ السلام سے اس کی تعبیر پوچھی۔
آپ نے ان دونوں سے کہا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم جانتا ہوں اور یہ علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے اور میں ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے دین پر عمل کرنے والا ہوں۔

آپ نے ان قیدیوں کو بھی ایمان کی دعوت دی اور کہا:

اے قید خانہ کے رفیقو!

یہ بتاؤ بہت سارے جُدا جُدا، خدا بہتر ہیں یا ایک رب جو اِن سب پر غالب ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

تبلیغ دین کا فریضہ انجام دینے کے بعد آپ نے اُن کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ تم میں سے جس نے یہ خواب دیکھا کہ وہ بادشاہ کو انگور کا مشروب پلا رہا ہے وہ رِہا ہو جائے گا اور بادشاہ کو مشروب پلائے گا۔

اور جس کے سر پر رکھی روٹیاں پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اس کو پھانسی ہو جائے گی اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

دونوں نے کہا کہ ہم نے خواب نہیں دیکھا بلکہ وقت گزارنے کیلئے بات کر رہے تھے

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

خواب دیکھا ہے یا نہیں لیکن اب وہ ہوگا جو ہم نے کہا ہے۔

پھر آپ نے ساقی (مشروب پلانے والا) سے کہا کہ جب تم بادشاہ کے پاس جاؤ تو اُس سے میرا تذکرہ بھی کرنا۔

کچھ دِنوں کے بعد وہی فیصلہ ہوا جس کی تعبیر سیّدنا یوسف علیہ السلام نے بیان کی تھی۔

باورچی کو پھانسی ہوئی اور ساقی کو بحال کر دیا گیا لیکن ساقی بادشاہ سے سیّدنا یوسف علیہ السلام کے واقعہ کا تذکرہ کرنا بھول گیا۔ اس طرح تقریباً یوسف علیہ السلام سات سال جیل میں رہے۔

کچھ ہی دِنوں بعد ایسا ہوا کہ مصر کے بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں اُن کو سات دُبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں سات سبز خوشے ہیں اور سات خشک خوشے ہیں۔

صبح جب بادشاہ جاگا تو اُس نے دربار میں تمام نجومیوں اور کاہنوں کو جمع کیا اور اُن سے اس خواب کی تعبیر پوچھی، تعبیر بتانے والوں نے کہا:

بادشاہ سلامت! ہم خواب کی تعبیر بتانے کے فن میں مہارت رکھتے ہیں مگر آپ نے جو خواب دیکھے ہیں وہ پریشان خیالات ہیں جن کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔

اتفاق سے بادشاہ کا ساقی وہاں موجود تھا۔ اُسے اپنے جیل کا زمانہ یاد آگیا کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے کس طرح اس کے خواب کی تعبیر بتائی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوابوں کی تعبیر کا علم دیا ہے۔

تب اُس نے بادشاہ سے کہا: بادشاہ سلامت! میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو آپ کے خواب کی تعبیر بتا سکتا ہے پھر ساقی نے جیل میں ہونے والے سارے قصے کا ذکر کیا۔ اگر مجھے جیل جانے کی اجازت دیں تو میں آپ کے خواب کی تعبیر لا سکتا ہوں۔

بادشاہ نے اجازت دے دی۔

ساقی جیل پہنچا سیّدنا یوسف علیہ السلام سے ملا اور بادشاہ کے خواب کی تعبیر معلوم کی۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

بادشاہ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے یہاں سات سال تک خوب اناج پیدا ہوگا اور آئندہ کے سات سال خشک سالی کے ہوں گے۔

اور آپ علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر کا حل بھی پیش فرمایا۔

وہ کیا؟ سدید نے پوچھا۔

آپ نے فرمایا کہ تم لوگ سات سال تک مسلسل کھیتی باڑی کرتے رہو لیکن اس میں سے بہت کم کھاؤاور باقی غلہ بالیوں ہی میں رہنے دینا۔ سات سال تک اسی طرح کرتے رہو پھر سات سال جب خشک سالی کے آئیں گے تو ان میں غلہ نہیں اُگ سکے گا۔ اب سات سال تک تم نے جو غلہ بچایا ہے اس غلے پر گزارا کرنا پھر خوب بارشیں ہوں گی خوب فصلیں اُگیں گی ہر طرف سبزا ہی سبزا ہوگا۔

ساقی نے جاکر بادشاہ کو خواب کی تعبیر اور ملک کو مستقبل میں پیش آنے والی پریشانی کا حل جو سیّدنا یوسف علیہ السلام نے بتایا تھا بتادیا۔

خواب کی تعبیر سُن کر بادشاہ خوش ہوا اُس کا دل کہہ رہا تھا کہ خواب کی تعبیر بالکل درست ہے۔

بادشاہ نے کہا کہ بھئی اس دانا شخص کو جیل سے رہا کر کے میرے پاس لاؤ تاکہ میں اس کو اپنا مشیر خاص بنالوں۔

بادشاہ کا پیغام سیّدنا یوسف علیہ السلام کو پہنچایا گیا۔

لیکن سیّدنا یوسف علیہ السلام نے رہا ہونے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ پہلے اس بات کی تحقیق کی جائے کہ مجھے جیل میں کیوں رکھا گیا۔

کیونکہ سیّدنا یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ مستقبل میں اعلانِ نبوت کرنے والے ہیں اور نبی دین کا اصل مبلغ ہوتا ہے اور مبلغ کا دامن جھوٹ موٹ بھی داغدار ہو گا تو لوگ اس کی نصیحت پر کان نہیں دھریں گے۔

اس لئے آپ یہ چاہتے تھے کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ان کا دامن بالکل صاف ہے اور انہیں بے گناہ جیل میں رکھا گیا ہے۔ لہٰذا جب تفتیش کی گئی اور اُن تمام عورتوں کو بلایا گیا تو سب نے کہا کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کا دامن بالکل صاف ہے۔

اُس وقت عزیز مصر کی بیوی نے بھی کہا کہ اب تو سچ سامنے آگیا ہے میں نے ہی انہیں ورغلانے کی کوشش کی تھی اور سیّدنا یوسف علیہ السلام کا دامن پاک صاف ہے۔

اس طرح سیّدنا یوسف علیہ السلام کی بے گناہی ثابت ہوئی اور آپ جیل سے رہا ہو کر بادشاہ کے پاس پہنچے۔

بادشاہ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کو اپنا مصاحب خاص بنانا چاہتا ہوں۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ مجھے وزارت خزانہ کا قلم دان دے دیجئے کیونکہ میں اس کام سے واقف بھی ہوں اور خزانے کی حفاظت بھی کر سکتا ہوں۔

بادشاہ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا اور کچھ عرصے کے بعد بادشاہ نے سارا نظام حکومت ہی سیّدنا یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔

اب پورے مصر کی سلطنت آپ کے احکام کے مطابق چلنے لگی۔ آپ نے خوشحالی کے سات سالوں میں کھیتی باڑی کی طرف خصوصی توجہ دی غیر آباد زمینوں کو آباد

کیا۔ جب سات سال گزر گئے تو آئندہ سات سالوں میں شدید قحط کا آغاز ہوا اور ساتھ ہی مصر کے پڑوسی ملک کنعان میں بھی قحط آ گیا۔

آپ نے خوشحالی کے دِنوں میں جو غلہ جمع کیا تھا اب وہ تقسیم ہونا شروع ہوا اور لوگ دور دراز سے اپنے حصے کا غلہ لینے آنے لگے۔

چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم مصر چلے جاؤ اور وہاں سے اناج لے آؤ۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔

اناج لینے کیلئے جب وہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کے دربار میں آئے تو آپ نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا لیکن وہ آپ کو نہ پہچان سکے۔

بھلا پہچانتے بھی کیسے؟ اُن کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ یہ جو شاہانہ لباس میں بادشاہ تشریف فرما ہیں سینکڑوں خادم اُن کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہیں یہ وہی یوسف ہے جسے انہوں نے تو بہت عرصہ ہوا ایک تاریک کنوئیں میں پھینک دیا تھا پھر قافلے والوں کے ہاتھ کوڑیوں کے دام فروخت کر دیا تھا۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے خود کو ظاہر نہیں کیا کہ وہ یوسف ہی ہیں اور اُن سے پوچھنے لگے۔ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کتنے بہن بھائی ہو؟

غرض یہ کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کو گھر کے حالات کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو گئیں اور بتایا کہ اُن کا ایک بھائی اور تھا جسے بچپن میں بھیڑیا کھا گیا تھا۔ اور ایک بھائی جس کا نام بنیامین ہے اُسے وہ والد صاحب کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔

آپ ان کا جھوٹ سُن کر مسکرائے اور بدلہ نہیں لیا بلکہ خادموں کو انہیں اناج دینے

کا حکم دیا اور اُن سے کہا کہ جب آئندہ اناج لینے آؤ تو اپنے ساتھ اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لانا اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں کتنا مہمان نواز ہوں اگر تم اپنے بھائی کو ساتھ نہیں لائے تو غلہ نہیں ملے گا۔

بھائیوں کی زبانی سیّدنا یوسف علیہ السلام کو گھر کے حالات تنگدستی وغیرہ کا علم ہو چکا تھا لہٰذا آپ کو مناسب معلوم نہیں ہوا کہ اپنے بھائیوں سے اس اناج کی قیمت وصول کریں جب اناج ان کے اونٹوں پر لد گیا تو آپ نے خادموں سے کہا کہ اناج کی جو قیمت انہوں نے ادا کی ہے اُس کو ان کی بوریوں میں اس طرح رکھ دو کہ ان کو پتہ نہ چلے۔

جب یہ لوگ اناج لے کر واپس سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس کنعان آئے تو اپنے والد سے شاہ مصر کی فیاضی کی بڑی تعریفیں کرنے لگے اور سیّدنا یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگے کہ شاہ مصر نے آئندہ اناج دینے کیلئے یہ شرط رکھی ہے کہ اگر اپنے چھوٹے بھائی بنامین کو ساتھ لاؤ گے تو اناج ملے گا ورنہ نہیں لہٰذا آپ ہمیں اجازت دیں کہ آئندہ ہم بنیامین کو ساتھ لے جائیں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ بھائی کی حفاظت کریں گے۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

میں تم لوگوں کو خوب جانتا ہوں اور تمہارے وعدوں کی حقیقت بھی تم پہلے بھی یوسف کو جنگل لے گئے اور کہا تھا کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے لیکن واپسی پر تم نے کہا کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا میں بنیامین کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔

اس ملاقات کے بعد بھائیوں نے اناج کی بوریوں کو کھولنا شروع کیا تاکہ اب اناج کو سنبھال کر رکھا جائے جب انہوں نے بوریوں کو کھولا تو دیکھا کہ اناج کے ساتھ اُن کی

اصل رقم بھی اس میں موجود ہے۔ خوشی سے بے قابو ہو گئے اور دوڑتے ہوئے حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے دیکھئے بابا جان! شاہ مصر نے ہم پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔

لہٰذا اب یہ سب بھائی سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو اس بات پر رضامند کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ کسی طرح وہ بنیامین کو ان کے ہمراہ مصر بھیج دیں۔

جب انہوں نے بہت منت سماجت کی کہ تو آپ نے اُن سب سے عہد لیا کہ وہ ہر حال میں بنیامین کی حفاظت کریں گے اور انہوں نے سب سے بڑی قسم اٹھائی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے ہیں جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ربّ ہے۔

تب آپ نے انہیں بنیامین کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔

غرض یہ کہ وہ لوگ بنیامین کو لے کر سیّدنا یوسف علیہ السلام کے پاس اناج لینے کیلئے مصر روانہ ہو گئے۔ جب یہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بنیامین کو پہچان لیا آپ نے انہیں اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اُن سے کہا کہ وہ ان کے بھائی یوسف ہی ہیں۔

بنیامین نے جب یہ سنا تو وہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ خوش بھی ہوئے لیکن آپ نے اُن سے کہا کہ یہ بات اپنے بھائیوں کو نہیں بتانا۔

باقی بھائیوں کو مہمان خانہ بھیج دیا گیا اور بنیامین کو سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے پاس ٹھہرا لیا ان سے گھر کے تمام حالات سُنے بنیامین نے بتایا کہ جب سے آپ گئے ہیں بابا جان تب سے آپ کے غم میں برابر روتے رہے ہیں یہاں تک کہ اس جدائی کی وجہ سے

ان کی آنکھوں کی بینائی بھی چلی گئی ہے۔ یہ سن کر سیّدنا یوسف علیہ السلام کی بھی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ادھر بنیامین آپ سے عرصہ دراز کی جدائی کے بعد ملے واپس جانے کیلئے کسی طرح آمادہ نہیں تھے اور کہنے لگے میں تو اُن کے ساتھ واپس نہیں جاؤں گا۔ آپ نے بنیامین کو اپنے پاس روکنے کی ایک ترکیب نکالی اور خادموں کو حکم دیا جب اناج ان کے اونٹوں پر رکھو تو شاہی پیالہ بنیامین والے اناج میں رکھ دینا جب یہ قافلہ روانہ ہو گیا تو آپ نے پیچھے سے سپاہیوں کو بھیج دیا انہوں نے کہا کہ بادشاہ کا پیالہ گم ہو گیا ہے اگر تم لوگوں کو چور کا معلوم ہے تو بتا دو اس صورت میں تمہیں ایک اونٹ غلہ انعام میں ملے گا۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا کہ ہم چور نہیں ہیں ہم ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے ہیں۔

اس پر سپاہیوں نے کہا کہ اگر تم چور ہوئے تو تمہیں کیا سزا دی جائے؟

وہ کہنے لگے کہ جس کے پاس سے شاہی پیالہ برآمد ہو جائے اس کو ہم آپ کے حوالے کر دیں گے۔ کیونکہ کنعان میں چور کی سزا یہی تھی کہ چور کو اس کے حوالے کر دیا جائے جس کا اس نے مال چرایا ہو۔

سب کی باری باری تلاشی لی گئی اور آخر میں شاہی پیالہ بنیامین کی بوری سے برآمد ہوا۔ یہ سب کچھ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے تدبیر فرمائی تھی۔

جب پیالہ بنیامین کی بوری سے ملا تو وہ بھائی کہنے لگے: یہ لڑکا جس نے یہ حرکت کی ہے اِس کا ایک اور بھائی بھی چور تھا۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے ان کی اس دل آزار بات کو سنا مگر صبر کیا اور ان پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ جس یوسف پر تم جھوٹا الزام لگا رہے ہو وہ تو تمہارے سامنے بیٹھا ہے لیکن سیّدنا یوسف علیہ السلام نے ان سب کو بڑی عزت واحترام کے ساتھ وطن واپس جانے کی اجازت دیدی مگر چوری کی جو سزا اُن کے بھائیوں نے طے کی تھی کہ جس کے سامان سے شاہی پیالہ برآمد ہو اُسے روک لیا جائے۔ لہٰذا بنیامین کو روک لیا گیا۔ انہوں نے بڑی منت سماجت کی ان کے بھائیوں میں سے کسی کو روک لیا جائے لیکن بنیامین کو جانے کی اجازت دے دی جائے۔

اس پر سیّدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

بھئی جس نے جرم کیا ہے اُسی کو پکڑا جائے گا اس کے علاوہ کسی دوسرے کو پکڑنا، یا سزا دینا تو ظلم ہے۔

اب ان سب بھائیوں نے مشورہ کیا کہ اب کیا کریں باباجان سے ہم وعدہ کر کے آئے تھے اگر ہم بنیامین کو ساتھ لے کر نہیں گئے تو باباجان کو کیا منہ دکھائیں گے۔

سب سے بڑے بھائی روبیل نے گھر واپس جانے سے انکار کر دیا کہ جب تک باباجان مجھے واپس کنعان نہیں بلائیں گے یا اللہ تعالیٰ فیصلہ نہ فرمادے میں واپس کنعان نہیں جاؤں گا۔

پھر کیا ہوا؟ خالہ جان! سب بچوں نے ایک ساتھ پوچھا۔

خالہ جان ایک بات سمجھ نہیں آئی سیّدنا یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کا علم تھا اور بادشاہ کے خواب کی تعبیر بھی سیّدنا یوسف علیہ السلام نے بتادی لیکن سیّدنا یوسف علیہ

السلام نے جو خواب دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور چاند سورج انہیں سجدہ کر رہے ہیں اُس کی تعبیر کیا تھی؟ سدید نے پوچھا۔

پھر کیا ہوا ان ستاروں نے سجدہ کیا مگر کیسے؟

پھر کیا ہوا کہانی کا بقیہ حصہ ہم کل سنائیں گے۔

ستاروں کا سجدہ

دوسرے دن سب بچے خالہ جان کے بیڈروم میں موجود تھے۔

جی خالہ جان! پھر کیا ہوا؟

پھر ہوا یہ کہ باقی بھائی واپس گھر آ گئے اور سارا واقعہ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو سنا ڈالا کہ آپ کے بیٹے بنیامین نے شاہی پیالہ چُرا لیا تھا جس کی پاداش میں اسے مصر کے بادشاہ نے اپنے پاس روک لیا اور روبیل بھی اس کے ساتھ رُک گیا ہے۔

ابھی تک سیّدنا یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی جدائی میں روتے تھے اور اب بنیامین کی جدائی کا غم بھی تھا لیکن آپ نے صبر کیا، کیونکہ اللہ کے نبی کبھی مایوس نہیں ہوتے آپ بس ان کی جدائی میں روتے رہتے۔

حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو غم زدہ دیکھ کر باقی بیٹے کہنے لگے: اگر آپ اسی طرح یوسف کو یاد کر کے روتے رہے تو آپ کمزور ہو جائیں گے۔

آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا:

اے میرے بیٹو! جاؤ! اور یوسف اور اُس کے بھائی بنیامین کو تلاش کرو اور اللہ تعالٰی کی رحمت سے مایوس نہ ہو کیونکہ اللہ تعالٰی کی رحمت سے تو کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے اس حکم پر یوسف علیہ السلام کے بھائی دوبارہ مصر روانہ ہوئے قحط سالی کے سبب پہلے ہی پریشان تھے کہنے لگے:

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ○ (پ ۱۳۔ سورہ یوسف: ۸۸)

پھر جب وہ گئے (یوسف علیہ السلام) کے پاس تو انہوں نے عرض کی اے عزیز! پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو مصیبت اور (اس مرتبہ) ہم لے آئے ہیں حقیر کی پونجی پس پورا ناپ کر دیں ہمیں پیمانہ اور (اس کے علاوہ) ہم پر خیرات بھی کریں بیشک اللہ تعالیٰ نیک بدلہ دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اُن سے اچانک پوچھا!

تمہیں یاد ہے کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا تم نادانی میں مبتلا تھے؟

یہ سن کر وہ چونک اُٹھے اور سیّدنا یوسف علیہ السلام کی طرف غور سے دیکھنے لگے۔ اُن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں دہشت اور حیرت سے وہ پوچھنے لگے:

کہیں آپ یوسف تو نہیں؟

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔

قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِیْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

فرمایا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بڑا کرم فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یقیناً جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے (وہ آخر کار کامیاب ہوتا ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (پ ۱۳۔ سورہ یوسف: ۹۰)

بھائیوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہم پر فضیلت دی ہے اور بے شک ہم خطاکار تھے۔

اُن کی یہ بات سن کر آپ نے فرمایا:

جاؤ آج تم پر کوئی گرفت نہیں اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے وہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص ان کو دیتے ہوئے کہا کہ یہ میری قمیص لے جاؤ اور اس کو والد صاحب کی آنکھوں پر ڈال دینا اُن کی بینائی واپس لوٹ آئے گی اور واپس اپنے سارے خاندان کو یہاں میرے پاس لے آؤ تاکہ وہ آرام اور آسائش سے زندگی بسر کریں۔

ادھر یہ قافلہ کنعان کی طرف روانہ ہوا۔

اور دوسری جانب سیّدنا یعقوب علیہ السلام اپنے گھر میں بہو پوتے اور پوتیوں کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ اگر تم مجھے یہ خیال نہ کرو کہ بڑھاپے کی وجہ سے میں ایسا کہہ رہا ہوں تو میں بتانا چاہتا ہوں مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

یہ سن کر گھر والے کہنے لگے: باباجان! آپ رہنے دیں آپ کو تو ہر وقت یوسف ہی کی یاد ستاتی رہتی ہے اُنہی کے خواب آتے رہتے ہیں جس خوشبو کا آپ ذکر کر رہے ہیں اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے یوسف کو اتنا عرصہ ہو گیا ہے بھلا اب اُن کا کچھ پتا لگ سکتا ہے۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

آخر آٹھ دن کے سفر کے بعد یوسف علیہ السلام کے بھائی گھر میں داخل ہوئے اور قمیص آپ کی آنکھوں پر رکھ دی سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں دوبارہ روشن ہو گئیں۔

اب پھر انہوں نے کہا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے اور جو میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عطا سے وہ تم نہیں جانتے۔

سب بھائیوں نے ندامت کے ساتھ اپنے والد سے عرض کی حسد کے سبب ہم سے یہ جُرم سرزد ہو گیا لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی معافی مانگیں، بے شک ہم خطاکار تھے۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں عنقریب اپنے رب سے تمہاری مغفرت طلب کروں گا بے شک وہی غفور رحیم ہے۔

پھر آپ کے بھائی سیّدنا یوسف علیہ السلام کی خواہش کے مطابق سب گھر والوں کو لے کر مصر روانہ ہوئے۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی آمد کی اطلاع جب سیّدنا یوسف علیہ السلام کو ملی تو آپ نے اپنے والدین اور بھائیوں کا شاندار استقبال کیا۔

اس کے بعد شاہی دربار لگا اور اُس وقت کے طریقے کے مطابق انہوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

کیونکہ پچھلی اُمّتوں میں سجدۂ تعظیمی جائز تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سجدۂ تعظیم کو اپنی شریعت میں حرام قرار دیا ہے۔

جب سیّدنا یوسف علیہ السلام کو سب نے سجدہ تعظیمی کر لیا تو سیّدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

بابا جان! یہ ہے میرے پہلے خواب کی تعبیر کہ گیارہ ستارے اور چاند سورج سجدہ کر رہے ہیں۔

قرآن نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا:

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ

الشَّيْطٰنُ بَيْنِىْ وَبَيْنَ اِخْوَتِىْ ؕ اِنَّ رَبِّىْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ ۱۳۔ سورہ یوسف: ۹۹۔۱۰۰)

پھر جب وہ سب یوسف کے روبرو ہوئے آپ نے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو اور (انہیں) کہا داخل ہو جاؤ مصر میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم خیر و عافیت سے رہو گے اور (جب شاہی دربار میں پہنچے تو) آپ نے اُوپر بٹھایا اپنے والدین کو تخت پر اور وہ گر پڑے آپ کیلئے سجدہ کرتے ہوئے اور (یہ منظر دیکھ کر) یوسف نے کہا کہ اے میرے پدر بزرگوار! یہ تعبیر ہے میرے خواب کی جو پہلے (عرصہ ہوا میں نے) دیکھا تھا میرے پروردگار نے اسے سچا کر دکھایا ہے اور اس نے بڑا کرم فرمایا مجھ پر جب اس نے نکالا مجھے قید خانہ سے اور لے آیا تمہیں صحرا سے اسکے بعد کہ ناچاقی ڈال دی تھی شیطان نے میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان بیشک میرا ربّ لطف و کرم فرمانے والا ہے جس کیلئے چاہتا ہے یقیناً وہی سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔

پھر سیّدنا یوسف علیہ السلام نے یہ دعا کی:

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ

الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ سورۃ یوسف

﴿۱۰۱﴾

اے میرے رب بیشک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے مِلا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں

یہاں تک کہ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کچھ عرصے کے بعد انتقال فرما گئے۔ اور اس دن پورے مصر میں سوگ رہا۔

اور پھر کچھ سالوں کے بعد سیّدنا یوسف علیہ السلام بھی انتقال فرما گئے انتقال کے وقت آپ کی عمر ایک سو دس "۱۱۰" سال تھی۔

آپ کی وفات پر مصر کے لوگ شدید غم کی کیفیت سے دوچار ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی ان میں جھگڑا ہونے لگا کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کو ہمارے محلے میں دفن کیا جائے تاکہ وہ آپ سے برکت حاصل کریں۔

پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ آپ کو دریائے نیل کے کنارے سنگ مرمر کے تابوت میں دفن کر دیا جائے تاکہ اس پانی سے سارا شہر ایک جیسی برکت حاصل کرے اور پھر جب

موسیٰ علیہ السلام مصر سے روانہ ہوئے تو آپ کے جسد مبارک کو اپنے ساتھ ملک شام لے گئے اور اپنے آباء کے ساتھ دفن کر دیا۔

پیارے بچو! یہ بتاؤ ہم نے اس قصے سے کیا سیکھا؟

نبیل! اس سے ہم نے یہ سیکھا کہ ہمیں حسد نہیں کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ نے جس کو جو مقام دیا ہے وہ کوئی نہیں چھین سکتا۔

اور شعیب آپ نے کیا سیکھا!

ہمیں ہر حال میں صبر کرنا چاہئے اور اپنے ساتھ زیادتی کرنے والوں کو بھی معاف کر دینا چاہئے جیسے سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

ماریہ آپ کچھ نہیں بولو گی؟

خالہ جان! میں نے تو یہ سیکھا کہ جب ہم صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائے گا۔

مریم آپ نے کیا سیکھا؟

خالہ جان! میں نے تو یہ سیکھا کہ جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کو کنوئیں میں دھکا دیا مگر اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ زلیخا نے جیل کرائی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مصر کی بادشاہت سے نوازا اللہ تعالیٰ جسے جتنا چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

اچھا بچو! اب آرام کرو۔ **شب بخیر**

قصہ سیدنا شعیب علیہ السلام

ہولناک عذاب

اور بھئی دکان کیسی چل رہی ہے شرفو!

بس جی رب کا شکر ہے گزارا ہو جاتا ہے۔ شرفو نے مسکین سی شکل بنا کر کہا۔

صرف گزارا ہوتا ہے یا پانچوں انگلیاں گھی میں سر کڑاھی میں۔ کرمو سبزی والے نے شرفو کی طرف آنکھ مار کر پوچھا۔

ارے بھئی مہنگائی کا حال یہ ہے کہ لوگ اب ضرورت کی چیزیں بھی نہیں خرید پاتے اور آج کل تو دھندہ ہی نہیں ہو رہا ہے، یار کرمو! شرفو نے مکھیاں اُڑاتے ہوئے کہا۔

ارے شرفو! کیوں پریشان ہوتا ہے تیرا یار کرمو ہے نا اس کے دماغ سے کام کر چند ہی دِنوں میں دیکھ پیسے کی ریل پیل ہو جائے گی۔

اچھا وہ کیسے؟ شرفو نے پوچھا۔

ادھر آ کان قریب لا۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ بس جیسا میں کہہ رہا ہوں کر ڈال۔

چائنا کے آج کل باٹ آرہے ہیں ایک کلو باٹ کا اصل وزن 800 گرام ہوتا ہے۔

یعنی ہزار گرام کے بجائے 800 گرام۔۔۔۔۔۔ خریداروں کو پتا بھی نہیں چلے گا میں تو یہی کر رہا ہوں اور روزانہ 1500 روپے کما لیتا ہوں۔ جب کہ تم 500, 600 بھی نہیں کما پاتے ہوگے۔

لیکن کرمو! اس طرح تو اپنی روزی حرام ہو جائے گی، شرفو نے سوچتے ہوئے کہا۔

ارے شرفو! کہاں تو حلال اور حرام کے چکر میں پڑ گیا۔ بس مال بنا مال۔

لیکن کرمو! یار اس طرح تو آخرت تباہ ہو جائے گی مرنے کے بعد اللہ تعالٰی کو کیا جواب دوں گا۔ شرفو نے آخرت کے منظر کو سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

شرفو تو بھی کس قدر سادہ آدمی ہے کن چکروں میں پڑ گیا ہے آخرت کی آخرت میں دیکھی جائے گی۔ توبہ شوبہ کر لیں گے بعد میں۔ کرمو نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

اور توبہ سے پہلے ہی موت آگئی تو کیا ہوگا کرمو!

بات سن شرفو! تجھے باٹ خریدنے ہیں تو خرید لے اور اگر مولوی بن کر زندگی گزارنا ہے تو پھر اسی 500 میں گزارا کر پھر گاڑی، بنگلے کا خواب چھوڑ دے۔

دیکھ تجھے بیٹے کے اسکول کی فیس بھی بھرنی ہوتی ہے، گیس، بجلی کے بل، مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے اگر تو یہ سب کچھ نہیں کرے گا تو کبھی بھی ترقی نہیں کر سکے گا۔

کرمو نے شرفو کو قائل کرتے ہوئے کہا۔

شرفو بالآخر انسان ہی تھا دل میں تھوڑا سا خیال آگیا چلو کچھ دن ایسا بھی کر لیتے ہیں۔ اتنے میں مسجد کی اذان کی آواز آئی:

حی علی الفلاح حی علی الفلاح

شرفو نے دکان بند کی اور مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا مسجد کے امام صاحب اتوار کے دن ظہر کی نماز کے بعد درس دیا کرتے تھے۔ شرفو اس درس میں پابندی سے شریک ہوتا تھا۔

شرفو کے دماغ میں کرمو کی باتیں ہل چل مچارہی تھیں اور شرفو سوچ رہا تھا کہ وہ یہ کرے یا نہ کرے اتنے میں امام صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز کر دیا۔

پچھلی قوموں میں ایک قوم، اصحاب الایکہ کے نام سے مدین میں آباد تھی۔اس قوم نے بھی رفتہ رفتہ انبیاء کرام کی دعوت کو بھلادیا اور یہ قوم بھی توحید کو چھوڑ کر بت پرستی جیسے گھناؤنے مرض میں مبتلا ہو گئی۔

دوسری ان کے اندر جو اخلاقی بیماری تھی وہ یہ تھی کہ یہ لوگ جب تولتے تو کم تولتے۔ اس کے علاوہ لڑنا جھگڑنا، مکروفریب، جھوٹ، چوری چکاری ان کا معمول بن چکا تھا۔ یہ لوگ راستے میں بیٹھ جاتے اور آنے جانے والوں کو تنگ کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالٰی نے ان لوگوں کی اصلاح کیلئے سیّدنا شعیب علیہ السلام کو چنا۔کیونکہ اللہ تعالٰی کی یہ سنت ہے کہ کسی بھی قوم پر اُس وقت تک عذاب نہیں لاتا جب تک اُس قوم میں اپنا نبی نہ بھیج دے۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی کہ اللہ تعالٰی کی عبادت کرو، ناپ تول میں کمی نہ کرو اور راستے میں اس لیے نہ بیٹھو کہ لوگوں کو ڈراؤ اور اللہ کی راہ سے روکو۔

آپ نے اپنی قوم کو بہت پیار سے سمجھایا اور کہا:

دیکھو! تم سے پہلے بھی جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ان پر کتنا سخت عذاب آیا عاد اور ثمود کو اللہ تعالیٰ نے روئے زمین سے مٹا کر رکھ دیا قوم لوط کا انجام تمہارے سامنے ہے۔

بجائے اس کے کہ قوم عبرت حاصل کرتی اور سیّدنا شعیب علیہ السلام کی تبلیغ پر لبیک کہتی انہوں نے الٹی روش ہی اپنالی ان کے سردار کہنے لگے:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝

(پ۹۔ سورہ اعراف: ۸۸)

کہنے لگے وہ سردار جو غرور و تکبر کیا کرتے تھے ان (شعیب) کی قوم سے یا تو ہم نکال کر رہیں گے تمہیں اے شعیب اور جو ایمان لائے تمہارے ساتھ اپنی بستی سے یا تم ہماری ملت میں سے ہو جاؤ۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم دولتِ اسلام کی نعمت ملنے کے بعد کفر کو پسند کریں۔

ہم پر تو یہ اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا کہ ہمیں دولت ایمان عطا کی ہے بجائے اس کے کہ وہ لوگ سیّدنا شعیب علیہ السلام کی تبلیغ سے متاثر ہوتے ،

یہ لوگ اُن ایمان والوں کے پاس جاتے جو سیدنا شعیب علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے اور اُنہیں ورغلاتے کہ اگر تم نے شعیب علیہ السلام کی بات کو مان لیا تو تمہارا انجام اچھا نہیں ہوگا یہ دولت کی ریل پیل سب چلی جائے گی اور تم غریب ہو جاؤ گے تمہارے گھروں میں فاقے ہونے لگیں گے۔ تم اس تقدس کا کیا کرو گے جس کا ذکر شعیب علیہ السلام کر رہے ہیں۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام کی تبلیغ کا جواب اُنہوں نے کس طرح دیا کہنے لگے:

اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝ (پ۱۲۔ سورۃ ھود:۸۷)

بس تم ہی ایک دانا اور نیک چلن رہ گئے ہو۔

کبھی کہتے:

کہ تمہاری باتیں ہمیں سمجھ نہیں آتیں اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تم بہت کمزور ہو اور اگر تمہارے کنبہ کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے۔

اور کبھی کہتے:

کہ ہمارا مال ہے، کم تولیں یا زیادہ تولیں، تمہیں اس سے کیا تم ہم پر روک ٹوک لگانے والے کون ہوتے ہو۔

جب یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور شعیب علیہ السلام کا کہنا ماننے اور آپ علیہ السلام کی اطاعت کرنے کے بجائے اُن کی مخالفت کرنے لگے تو اللہ تعالٰی نے اُن پر اپنا عذاب نازل کیا۔

اور اُن پر عذاب اس طرح نازل ہوا کہ سات دن تک ان کی بستی میں ہوا نہیں چلی جس کی وجہ سے انہیں سخت گرمی محسوس ہوتی اور دم گھٹنے لگتا وہ ایسی گرمی تھی کہ نا پانی انہیں فائدہ دیتا تھا اور نہ سایہ، سخت گرمی سے بچنے کیلئے وہ جنگل کی طرف چل پڑے اُسی وقت اُن پر ایک بادل نے سایہ کر دیا۔ بادل کو دیکھ کر یہ بہت خوش ہوئے کہ اب گرمی سے نجات مل گئی اور سب کے سب اس بادل کے سائے میں جمع ہو گئے۔

جب سب اس بادل کے نیچے آگئے تو اُسی وقت اُس بادل سے انگارے، شعلے نکل کر گرنے لگے اور ان پر آگ کی بارش ہونے لگی اور نیچے زمین نے بھی حرکت کی بہت زبردست زلزلہ آیا اور وہ اوندھے کے اوندھے رہ گئے اور جو دولت انہوں نے جمع کی تھی جو بڑے بڑے گھر انہوں نے بنائے تھے اس میں اُلو بولنے لگے۔

کس کام کی یہ دولت جو اُن کو زندگی نہ دے سکی۔

لہٰذا اے مسلمانو! ناپ تول کو صحیح رکھو کہیں تم پر بھی اللہ تعالیٰ اپنی گرفت نہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

یہ کہہ کر امام صاحب نے اپنی تقریر ختم کر دی اور شرفو نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہرگز ہرگز ناپنے تولنے میں کمی نہیں کرے گا۔

کیونکہ کم ناپنے تولنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور رزق میں برکت بھی نہیں رہتی۔ اس کے بعد شرفو اللہ کے حضور سجدے میں گر گیا اور روتے ہوئے کہنے لگا۔

اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے ہدایت دی اور مجھے کم ناپنے تولنے کے گناہ سے محفوظ رکھا۔

قصہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام

ظالم بادشاہ

دادا جان کے کمرے میں تمام بچے جمع ہو چکے آج ویسے بھی ہفتہ کی شب تھی، دوسرے دن چھٹی اور آج دادا جان سب سے بڑی کہانی سنایا کرتے تھے۔

تمام بچے خاموشی کے ساتھ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

اُمّ ہانی نے کمپیئرنگ کے فرائض انجام دیتے ہوئے کہا۔

جی دادا جان ! آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا آپ ہم کو ظالم بادشاہ فرعون کی کہانی سُنائیں گے۔

جی بچو ! ضرور ضرور۔

آپ لوگوں کو تو معلوم ہی ہے کہ بنی اسرائیل سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو کہا جاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو بادشاہت عطا کی تو سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی اولاد مصر میں آکر آباد ہو گئی یہ لوگ عرصہ دراز تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے لیکن پھر شیطان نے ان کو بہکا دیا اور ان میں ایک ظالم بادشاہ آگیا جو اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتا اور خود کو خدا کہا کرتا تھا اس کا نام فرعون تھا۔

لیکن داداجان یہ تھا کون اور کہاں سے آیا؟ بچوں نے پوچھا۔

ہاں بچو!

فرعون بادشاہ بننے سے پہلے شہر اصفہان میں رہا کرتا تھا اور یہ ایک بہت غریب آدمی تھا غربت کی وجہ سے اس نے بہت سے لوگوں سے قرض لے لیا لیکن اپنے وعدے کے مطابق یہ قرض واپس نہیں کر سکا اور جب لوگ بہت زیادہ تقاضا کرنے لگے تو یہ اصفہان سے بھاگ کر شام پہنچ گیا۔ شام سے وہ مصر روانہ ہو گیا اس آس پر کہ شاید وہاں اُسے کوئی روزگار مل جائے، جب وہ مصر پہنچا تو اُس نے دیکھا کہ یہاں گاؤں میں تربوز بہت سستے فروخت ہوتے ہیں اور شہر میں اس کے دام بہت زیادہ ہیں۔

دل ہی دل میں خوش ہونے لگا کہ اگر میں گاؤں سے تربوز لا کر یہاں فروخت کروں گا تو نفع بہت زیادہ ہو گا یہ سوچ کر اُس نے گاؤں سے بہت سارے تربوز خریدے مگر جب شہر کی طرف روانہ ہوا تو شہر میں جگہ جگہ ٹیکس کا نظام قائم تھا لہٰذا مصر کی حکومت کے کارندے اس سے ٹیکس لیتے رہے جب یہ بازار پہنچا تو اس کے پاس بس ایک ہی تربوز بچا باقی سب ٹیکس وصول کرنے والوں نے ٹیکس کی مد میں لے لیے۔

اس کو بڑا غصہ آیا لیکن سمجھ گیا کہ اس ملک میں کوئی انتظام نہیں ہے جس کا جو جی چاہے کرے جو چاہے حاکم بن جائے اور مال بنائے اتفاق سے ان دِنوں مصر میں کوئی ایسا وبائی مرض پھیل گیا تھا جس کی وجہ سے لوگ بہت زیادہ مر رہے تھے۔

اس نے موقع غنیمت جانا اور جا کر قبرستان میں بیٹھ گیا اب جو کوئی مردے کو دفنانے آتا یہ اُس سے کہتا کہ میں شاہی افسر ہوں مردوں پر ٹیکس لگادیا گیا ہے اگر تمہیں اپنا

مردہ دفنانا ہے تو فی مردہ پانچ دِرہم دو اور دفن کر دو اس طرح اس نے چند ہی دِنوں میں بہت ساماں جمع کر لیا اتفاق یہ ہوا کہ اس وبائی مرض کی لپیٹ میں ایک روز کوئی وزیر بھی آگیا جب اس کو دفن کرنے کے لیے قبرستان لایا گیا تو فرعون کو تو معلوم نہیں تھا کہ یہ شاہی وزیر ہے اس نے حسبِ معمول پانچ درہم مانگے۔

شاہی وزیر کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے اس کو پکڑا اور بادشاہ کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا اور سارا واقعہ سنایا۔

بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ تمہیں کس نے اس جگہ مقرر کیا ہے؟

یہ کہنے لگا: بادشاہ سلامت آپ تک پہنچنا مجھ غریب آدمی کے بس میں کہاں تھا اس کے لیے میں نے یہ طریقہ اپنایا تا کہ آپ سے ملاقات ہو جائے۔

بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟

اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت میں نے آپ کے ملک میں بڑی بدنظمی دیکھی یہاں تو ہر جگہ اندھیر نگری اور چوپٹ راج قائم ہے لوگ از خود کوتوال اور حاکم مقرر ہو رہے ہیں لوگوں سے ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔

اب یہ دیکھیے بادشاہ سلامت میں نے تین مہینے میں کتنا ٹیکس جمع کر لیا ہے یہ کہہ کر اس نے وہ رقم جو لوگوں سے جمع کی تھی بادشاہ کے سامنے ڈال دی۔

اور کہنے لگا: بادشاہ سلامت یہ تو میں نے جمع کیا ہے آپ کے دیگر حاکم کیا کچھ نہ کرتے ہوں گے اور کہنے لگا کہ اگر آپ اپنے ملک کا انتظام میرے سپرد کر دیں تو میں آپ کے ملک کے نظام کو درست کر دوں گا۔

بادشاہ کو اس کی بات اچھی لگی اور بادشاہ نے اس کو معمولی عہدہ دے دیا۔

اس نے کچھ ایسے کام کیے جس سے رعایا بھی خوش ہوئی اور بادشاہ بھی خوش ہو گیا، آہستہ آہستہ یہ ترقی کرتے کرتے فوج کا سپہ سالار بن گیا اور ملک کا انتظام بھی اچھا ہو گیا جب بادشاہ مرا تو لوگوں نے اس کو بادشاہ بنا دیا جب یہ تخت پر بیٹھا تو اس نے اعلان کیا کہ لوگ مجھے سجدہ کریں لوگوں نے اس کو سجدہ کیا مگر بنی اسرائیل نے اس کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے دِین پر تھے انہوں نے کہا کہ ہمارا مذہب اجازت نہیں دیتا کہ تجھے ہم خدا کہیں اور تیری عبادت کریں۔

بادشاہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا، اُس نے بنی اسرائیل کے لوگوں پر ظلم و ستم شروع کر دیا۔

اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو اور اپنے ہی جیسے انسانوں کو معبود بنا لیا اور اس نے اپنی قوم کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک قبطی (فرعونی) اور دوسری بنی اسرائیل۔

بنی اسرائیل جو سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھی انہیں اپنا غلام بنا لیا اور ان پر ظلم کرنے لگا۔۔۔

یہ تو تھی تمہید اب کہانی سنو!

فرعون کی پریشانی

بادشاہ فرعون اپنے دربار میں اِدھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا پریشانی کے آثار اس کے چہرے سے ظاہر تھے۔

درباری ہاتھ باندھے ادب سے کھڑے تھے۔ کسی کی جرأت نہیں تھی کہ بادشاہ سے پوچھے کہ بادشاہ سلامت کیوں پریشان ہیں؟

آخر تھوڑی دیر بعد بادشاہ نے کہا: نجومیوں، جادوگروں اور کاہنوں کو جمع کیا جائے جب سب کاہن، جادوگر اور نجومی جمع ہو گئے تو بادشاہ نے کہا:

میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ نکلی جس نے مصر کو چاروں جانب سے گھیر لیا اور تمام مصریوں کو جلا کر راکھ کر دیا لیکن اس آگ نے بنی اسرائیل کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

اے نجومیو، جادوگرو اور کاہنو! مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اس خواب نے مجھے شدید خوف میں مبتلا کر دیا ہے۔ فرعون نے خوف اور پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

نجومیوں اور کاہنوں نے کہا:

بادشاہ سلامت!

جان کی امان پائیں تو اس کی تعبیر عرض کریں۔

فرعون نے کہا: ہاں جلدی بتاؤ۔

نجومیوں اور کاہنوں نے کہا:

اے بادشاہ!

اس کی تعبیر یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تیری بادشاہت کو ختم کر دے گا اور تیرے پیروکار ہلاک ہو جائیں گے۔

فرعون خواب کی تعبیر سن کر لرز کر رہ گیا کہنے لگا کہ میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔ میری بادشاہت کبھی ختم نہیں ہو گی میں ہمیشہ بادشاہ رہوں گا۔

فرعون نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ جیسے ہی کسی بنی اسرائیل کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو اس کو قتل کر دو ورنہ لڑکا زندہ بچے گا نہ میری بادشاہت کو خطرہ ہو گا۔

اب کیا تھا فرعون کے جاسوس ہر گلی میں پھیل گئے اور جیسے ہی انہیں معلوم ہوتا ہے کہ فلاں کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے وہ اُس کو قتل کرنے پہنچ جاتے۔

آخر انہی ہولناک اور خوفناک حالات میں ایک خوبصورت نورانی چہرے والا ایک بچہ پیدا ہوا۔

یہی سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تھے لیکن اب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پریشان ہو گئیں کہ تھوڑی دیر کے بعد فرعون کے کارندے ان کے گھر آجائیں گے اور ان کے لختِ جگر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تم اس بچے کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو اور غم نہ کرو ہم تمہارے بیٹے کو تمہاری طرف لوٹا دیں گے اور انہیں اپنا رسول بنائیں گے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر جو الہام ہوا آپ نے اس پر عمل کیا اور ایک صندوق میں اپنے لختِ جگر کو رکھا اور دریائے نیل میں اس صندوق کو ڈال دیا۔

صندوق پانی میں تیرتے تیرتے دور ہونے لگا تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی سے کہا:

بیٹی! ذرا اس کے ساتھ ساتھ تو آگے آگے جا اور دیکھو یہ صندوق کس طرف جا رہا ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی بہن صندوق کے ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔

ادھر صندوق تیرتے تیرتے فرعون کے محل کے قریب جو دریائے نیل کے کنارے ہی تھا آ گیا اتفاق سے اس وقت ملکہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ پانی کی لہروں سے لطف اندوز ہو رہی تھی، اس کی نظر اس صندوق پر پڑی اس نے خادموں کو حکم دیا کہ اس صندوق کو دریا سے نکال کر باہر لاؤ۔

جب صندوق کو کھولا تو ملکہ حیران رہ گئی کہ اس کے اندر تو ایک خوبصورت سا بچہ اپنا انگوٹھا چوس رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس بچے کی محبت ملکہ کے دل میں ڈال دی ملکہ نے بچے کو اپنی گود میں اٹھا لیا ملکہ کے ہاں اولاد تو تھی نہیں اس نے بچے کو پیار کیا۔ اتنے میں فرعون بھی وہاں آ گیا اس

نے جو ملکہ کی گود میں بچے کو دیکھا تو سپاہیوں کو حکم دیا اس بچے کو فوراً قتل کر ڈالو سپاہیوں نے اپنی تلواریں باہر نکال لیں۔

ملکہ یہ سنتے ہی رونے لگی اُس نے فرعون سے کہا:

ضروری تو نہیں یہ بچہ بنی اسرائیل میں سے ہی کسی کا ہو اور اگر بنی اسرائیل میں سے کسی کا ہوتا تو تمہارے سپاہی اس کو پیدا ہوتے ہی قتل کر چکے ہوتے۔ تم اس کو قتل نہ کرو ہو سکتا ہے یہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور ہمیں نفع دے اور ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔

جب فرعون نے ملکہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو فرعون نے سپاہیوں سے کہا: اچھا تم اس بچہ کو ملکہ کے پاس ہی رہنے دو۔ فرعون بچے کو چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا ملکہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

لیکن اب ایک اور مسئلہ یہ تھا کہ بچے کو بھوک لگے گی تو دودھ کون پلائے۔ ملکہ نے نوکرانیوں کو حکم دیا کہ کسی ایسی عورت کا انتظام کیا جائے جو بچہ کو دودھ پلا سکے۔ نوکرانیاں ایک دودھ پلانے والی کو لے آئیں مگر بچے نے اس کا دودھ نہیں پیا۔ بھوک کی وجہ سے بچہ مسلسل رو رہا تھا ایک کے بعد ایک دودھ پلانے والی آتی رہی لیکن بچے نے دودھ نہیں پیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی بہن یہ سارا منظر دیکھ رہی تھیں وہ ان نوکرانیوں کے نزدیک آئی اور کہا: اس بستی میں ایک عورت ایسی رہتی ہے جو خود کو بہت صاف ستھرا رکھتی ہے اور ہر بچہ اس عورت کا دودھ ہی لیتا ہے۔

نوکرانیاں جو بہت دیر سے پریشان تھیں کہنے لگیں کہ اس عورت کو فوراً محل میں لے کر آؤ۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے اپنی والدہ کو شروع سے لے کر آخر تک ساری داستان سنائی اور کہا:

اب آپ چلیں لہٰذا سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ خوشی خوشی اور جلدی جلدی فرعون کے محل میں پہنچ گئیں۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فوراً ہی اپنی والدہ کی خوشبو کو پہچان لیا اور جیسے ہی انہوں نے دودھ پلانا شروع کیا فوراً ہی بچہ نے دودھ پینا شروع کر دیا۔

نوکرانیاں بہت خوش ہوئیں اور انہوں نے جاکر یہ اطلاع ملکہ کو دی کہ ہم نے دودھ پلانے والی کو تلاش کر لیا ہے۔

ملکہ بہت خوش ہوئی اور اس نے بچے کو دودھ پلانے کیلئے آپ کے حوالے کر دیا اور آپ کا ماہانہ خرچ بھی باندھ دیا۔

اس کے علاوہ دوسرے اخراجات، ملبوسات اور ضرورت کی تمام چیزیں بھی مہیا کی گئیں۔

اس طرح سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے ہمراہ واپس اپنے گھر آ گئے۔

محل میں پرورش

جب دودھ پلانے کا زمانہ گزر گیا اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام ذرا بڑے ہو گئے تو آپ کو دوبارہ محل میں بھیج دیا گیا اب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے محل میں ہونے لگی یہاں تک کہ آپ جوان ہو گئے آپ نے محل میں دیکھا کہ فرعون تو خدا بنا ہوا ہے اور لوگوں سے اپنی عبادت کراتا ہے آپ تو اللہ کے نبی تھے آپ کو یہ گوارا نہ تھا پھر آپ دیکھتے کہ فرعونی بنی اسرائیل پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں آپ کو یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا آپ کا کردار، اخلاق دیکھ کر بنی اسرائیل آپ کی بات سنتے اور آپ کی اتباع کرتے اور آپ کو پسند کرتے۔

ایک دن آپ اس وقت باہر نکلے جب لوگ گھروں میں سو رہے تھے اور سڑک پر آمدو رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔

آپ نے دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے ہیں ایک کا تعلق تو آپ کی قوم بنی اسرائیل سے تھا اور دوسرا قبطی یعنی فرعون کی قوم سے تھا۔

اسرائیلی نے جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اس نے مدد کیلئے چلانا شروع کر دیا:

اے موسیٰ! اس فرعونی کے مقابلے میں میری مدد کرو۔

آپ ان دونوں کی طرف بڑھے اور قبطی کو سمجھایا کہ تم کیوں لڑ رہے ہو اور اس اسرائیلی کو کیوں مار رہے ہو لیکن قبطی نے آپ کی بات نہیں مانی۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اُسے ہٹانے کیلئے ایک گھونسا اس قبطی کے سینے میں مارا لیکن اتفاق سے وہ اس گھونسے سے مر گیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝

(سورہ قصص: ۱۵ تا ۱۷)

آپ نے فرمایا یہ کام شیطان کی انگیخت سے ہوا ہے، بے شک وہ کھلا دشمن ہے بہکا دینے والا آپ نے عرض کی: میرے پروردگار! میں نے ظلم کیا اپنے آپ پر پس بخش دے مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اُسے بے شک وہی غفور رحیم ہے عرض کرنے لگے میرے ربّ! مجھے اُن انعامات کی قسم جو تو

نے مجھ پر فرمائے اب میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

قبطی کا قتل کیا ہوا پورے مصر میں بھونچال آگیا فرعونی مشتعل ہو گئے کہ کس نے قبطی کو قتل کیا انہیں یہ اندازہ تو ہو گیا کہ قتل کسی اسرائیلی نے ہی کیا ہے۔

فرعون نے حکم دیا کہ قاتل کو تلاش کیا جائے لیکن کسی نے یہ واقعہ ہوتے ہوئے دیکھا ہی نہیں تھا تو معلوم ہی نہ ہو سکا کہ قتل کس نے کیا ہے۔

دوسری طرف سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے بھی رات کو اس ڈر میں گزاری کہ اب دیکھو صبح کیا ہوتا ہے؟

دوسرے دن آپ جب وہاں سے گزرنے لگے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی کسی اور سے جھگڑا کر رہا ہے۔ اب پھر اُس نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو مدد کیلئے پکارا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا:

تو بہت گمراہ ہے ہر روز ہی لوگوں سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے۔

آپ اس کی طرف آگے بڑھے لیکن وہ اسرائیلی ڈر گیا اس نے سوچا کہ کہیں یہ مجھے بھی مار نہ ڈالیں۔ چنانچہ اس نے زور سے کہا:

اے موسیٰ! کیا تم مجھے بھی قتل کر ڈالو گے جیسے کل تم نے ایک قبطی کو قتل کر ڈالا تھا۔

جونہی اسرائیلی نے یہ الفاظ کہے کہ قبطی کو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے قتل کیا ہے۔

وہ قبطی جو اس سے لڑ رہا تھا اُس نے فرعون کو بتایا کہ کل جو قبطی کا قتل ہوا وہ موسیٰ نے کیا ہے۔

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دے دیا لیکن اُس وقت فرعون کے دربار میں ایک اور شخص موجود تھا جو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا خیر خواہ تھا اُس نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے آکر کہا کہ فرعون اور اس کے ساتھی دربار میں آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں لہٰذا آپ جتنی جلد ہو سکے یہاں سے نکل جایئے۔

آپ اُسی وقت مصر سے مدین کی طرف روانہ ہو گئے جہاں سیّدنا شعیب علیہ السلام رہائش پذیر تھے۔

آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

"اے اللہ مجھے ظالموں سے نجات دے"

آپ مدین سیّدنا شعیب علیہ السلام کی سرزمین پر جا پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک کنوئیں پر بہت سارے لوگ جمع ہیں اور اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور سب اس کوشش میں تھے کہ سب سے پہلے وہ خود پانی پی لیں اور پھر اپنی بکریوں کو پلائیں۔

کنوئیں سے کچھ فاصلے پر دو لڑکیاں کھڑی تھیں ان کے پاس بھی بکریاں تھیں لیکن ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ وہ انہیں آگے نہیں بڑھنے دیتا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان لڑکیوں سے پوچھا کہ تمہارا معاملہ کیا ہے؟ تم کیوں اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا رہی ہو؟

اُنہوں نے کہا:

ہمارے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں لہٰذا ہمیں یہاں کنوئیں پر آنا پڑتا ہے اور اس ہجوم میں گھسنا ہمارے بس کی بات نہیں اور جب یہ لوگ یہاں سے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر ہٹ جائیں گے تب ہم پانی پلائیں گے۔

لوگوں نے اپنے جانوروں کو پانی پلایا اور جب وہ پانی پلالیا کرتے تھے تو کنوئیں کو ایک بھاری پتھر سے ڈھک دیتے تھے لہٰذا وہاں کے باشندوں نے اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر کنوئیں کو ڈھک دیا اور وہاں سے چلے گئے۔ آپ نے ان لڑکیوں کی بکریوں کو کنوئیں کی طرف ہانکا اور وہ پتھر جس سے کنوئیں کو ڈھکتے تھے اکیلے ہی ہٹا دیا حالانکہ وہ پتھر دس آدمی مل کر ہٹاتے تھے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے بکریوں کو پانی پلا دیا۔ لڑکیوں نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گئیں۔

یہ دونوں لڑکیاں سیّدنا شعیب علیہ السلام کی شہزادیاں تھیں۔ آج جب یہ جلدی گھر واپس آ گئیں تو اُن کے والد نے اُن سے پوچھا:

کہ آج تم جلدی کیسے آ گئیں؟

اُنہوں نے کہا:

آج ایک نیک اور طاقت ور شخص نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا اور وہ پتھر جو دس آدمی مل کر ہٹاتے تھے اُس نے اکیلے ہٹا دیا۔

تب اُن کے والد نے کہا کہ تم جاؤ اور اس نیک شخص کو بلا لاؤ۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام کی شہزادیاں شرم و حیا کا پیکر تھیں اور چلنے پھرنے اور بات کرنے کے انداز سے بھی حیا ٹپک رہی تھی۔

ان میں سے ایک نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ کو میرے والد بلا رہے ہیں اور آپ کو اس کی مزدوری دیں گے جو آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس لیے تو پانی نہیں پلایا تھا کہ وہ اُجرت طلب کریں بلکہ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے انہوں نے لڑکیوں کی مدد کی تھی۔ اس کے باوجود آپ اس لڑکی کے والد سے ملاقات کیلئے چل دیے۔ جب گھر پہنچے تو سیّدنا شعیب علیہ السلام نے آپ کے حالات پوچھے۔ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ آپ نے تمام واقعات سنائے۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام نے تمام واقعات سن کر فرمایا:

لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

ڈریے نہیں آپ بچ گئے ظالموں سے

(پ ۲۰۔ سورہ قصص: ۲۵)

جب سیّدنا شعیب علیہ السلام اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام گفتگو کر رہے تھے تو سیّدنا شعیب علیہ السلام کی ایک شہزادی نے اپنے والد سے کہا:

باباجان ! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیں بے شک بہتر نوکر وہ ہے جو طاقتور بھی ہو اور امانت دار بھی، اور یہ دونوں خوبیاں ان کے اندر موجود ہیں۔

لڑکیوں کو آپ کی طاقت کا اندازہ تو اس سے ہو گیا تھا کہ جب آپ نے وہ پتھر جو دس آدمی ہٹاتے تھے اکیلے ہی ہٹا دیا۔

پھر آپ کی گفتگو، اخلاق، احترام، شرم وحیا سے آپ کے امانت دار ہونے کا اندازہ بھی انہیں بخوبی ہو گیا آخر خاندانِ نبوت سے اُن کا تعلق تھا۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام کو اپنی بیٹی کا مشورہ پسند آیا انہوں نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

میں چاہتا ہوں اپنی ایک بیٹی کا نکاح تم سے کر دوں تم مہر کے بدلے آٹھ سال تک میری یہاں خدمت کرو اور اگر دس سال تک کرو تو یہ تمہاری طرف سے ہے۔ میں تمہیں مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم مجھے نیک لوگوں میں پاؤ گے۔

یہ میرے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہے اور ہمارے اس معاہدے پر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے۔

اس کے بعد سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا سیّدنا شعیب علیہ السلام شہزادی سے نکاح ہو گیا اور آپ ان کے پاس دس سال تک خدمت کرتے رہے۔

جب دس سال کی مدت گزر گئی تو آپ کو بھی اپنے وطن کی اور گھر والوں کی یاد ستانے لگی لہٰذا آپ نے سیّدنا شعیب علیہ السلام سے مصر جانے کی اجازت طلب کی تاکہ گھر والوں

سے اور بہن بھائیوں سے ملاقات کر سکیں۔ اور سوچا کہ قبطی کے قتل کو اب تو دس سال گزر چکے ہیں اب معاملہ کچھ ٹھنڈا ہو چکا ہو گا۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام نے بھی وعدے کے مطابق جانے کی اجازت دے دی۔

آپ وہاں سے نکلے تو راستے میں ایک وادی سے گزرے ٹھنڈ بڑھ چکی تھی آپ نے رات وہیں بسر کرنے کا سوچا اور اپنی اہلیہ جو کہ سیّدنا شعیب علیہ السلام کی شہزادی تھیں سے کہا کہ تم یہاں رکو سامنے آگ کی روشنی نظر آ رہی ہے اس سے کچھ آگ لے کر آتا ہوں تاکہ ہاتھ تاپنے کا انتظام ہو جائے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام آگ کی جانب چل پڑے یہاں تک کہ آپ وادی طویٰ میں پہنچ گئے۔ جب آپ اس آگ کے قریب گئے تو دیکھا کہ وہ آگ تو تھی نہیں وہ تو نور تھا اور نور بھی عجیب آپ ابھی حیران تھے کہ آواز سنائی دی:

إِنِّيٓ أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٢﴾ (سورہ طٰہٰ آیت ۱۲)

اے موسیٰ میں تیرا ربّ ہوں تو تو اپنے جوتے اُتار ڈال بے شک تو پاک وادی طویٰ میں ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ○ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ○ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ○ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ○ (پ۲۰۔ سورہ طٰہٰ: ۱۳تا۱۶)

اور میں نے پسند کر لیا ہے تجھے (رسالت کیلئے) سو خوب کان لگا کر سن جو وحی کیا جاتا ہے یقیناً میں ہی اللہ ہوں، نہیں ہے کوئی معبود میرے سوا پس تو میری عبادت کیا کر اور ادا کیا کر نماز مجھے یاد کرنے کیلئے بے شک وہ گھڑی (قیامت) آنے والی ہے میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو اس کام کا جس کیلئے وہ کوشاں ہے پس ہرگز نہ روکے تجھے اس (کو ماننے) سے وہ شخص جو ایمان نہیں رکھتا اس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی ورنہ تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔

لاٹھی اژدھا بن گئی

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم فرعون کے دربار میں جاؤ اور اُس کو دعوت توحید ورسالت دو۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو معجزات عطا فرمائے، ایک تو جب آپ اپنا عصا زمین پر ڈالتے تو وہ اژدھا بن جاتا اور دوبارہ پکڑتے تو وہ عصا بن جاتا۔

دوسرا جب بغل میں ہاتھ ڈالتے تو وہ چمکتا ہوا نکلتا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے کہ اس کی زبان زیادہ فصیح ہے۔

یعنی حضرت ہارون علیہ السلام کی زبان میں لکنت نہیں تھی جب کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی۔

لیکن دادا جان سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت کیوں تھی؟ اُمِّ ہانی نے سوال کیا۔

ہاں سوال تو اچھا ہے ہوا یہ ایک دفعہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی گود میں لیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی کو زور سے پکڑ کر کھینچا۔

فرعون مغرور تو تھا ہی اُس کو اس پر غصہ آ گیا کہنے لگا کہ مجھے یہ وہی بچہ معلوم ہوتا ہے اس کو قتل کردو لیکن فرعون کی بیوی جن کا نام آسیہ تھا کہنے لگی کہ یہ بچہ ہے اس کو انگارے اور لعل کا فرق معلوم نہیں ہے۔

فرعون نے حکم دیا کہ ایک انگارہ اور ایک سرخ لعل لایا جائے۔ فوراً ہی دونوں چیزیں حاضر کر دی گئیں۔

دونوں چیزیں آپ کے سامنے رکھ دی گئیں آپ نے اپنا ہاتھ لعل کی طرف بڑھانا چاہا لیکن جبرئیل امین نے آپ کا ہاتھ آگ کے انگارے کی طرف بڑھا دیا اور اس انگارے کی ایک چنگاری منہ میں ڈال لی جس کی وجہ سے آپ کی زبان جل گئی اور لکنت پیدا ہو گئی۔

اس لیے آپ نے دعا کی:

اے اللہ! میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر کر دے کہ وہ فصیح بیان ہے۔

اس کے بعد سیّدنا موسیٰ علیہ السلام مصر پہنچ گئے اور اپنے بھائی کو لے کر فرعون کے دربار میں پہنچے۔

اُسے اللہ کا پیغام سنایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو۔

وہ کہنے لگا کہ رب تو میں ہی ہوں۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں رب وہ ہے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔

فرعون نے سرکشی کی اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہنے لگا:۔

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ○

(پ۲۵۔ سورہ زخرف: ۵۲)

کیا میں بہتر نہیں ہوں اس شخص سے جو ذلیل ہے اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا۔

لیکن سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور اُسے حق کی دعوت دیتے رہے۔

فرعون نے کہا:

اے موسیٰ! اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود کہا تو میں ضرور تم کو قید خانہ میں ڈال دوں گا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اگرچہ میں تمہارے پاس کوئی روشن چیز لاؤں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے جو معجزات عطا کیے ہیں اس کے باوجود تم مجھے قید کر دو گے۔

فرعون نے کہا:

اچھا وہ معجزات کیا ہیں؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا فرعون کے دربار میں ڈال دیا زمین پر گرتے ہی عصا اژدھا بن گیا اور فرعون کی طرف منہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

فرعون نے ڈر کے مارے تخت سے ہی چھلانگ لگا دی۔

جب اژدھے نے لوگوں کی طرف رخ کیا تو لوگ ڈر کے مارے اِدھر اُدھر بھاگنا شروع ہو گئے۔

فرعون نے کہا:

اے موسیٰ! اس کو پکڑو میں ایمان لے آؤں گا اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ہمراہ بھیج دوں گا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب پکڑا تو وہ واپس عصا بن گیا۔

اس کے بعد سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بغل میں ڈالا تو وہ روشن چمکتا ہوا نکلا اور جب واپس ڈالا تو پہلی حالت میں آ گیا۔

ان معجزات کو دیکھنے کے بعد بھی فرعون ایمان نہیں لایا اور کہنے لگا کہ یہ جادو معلوم ہوتا ہے اور تم اب حاکم بننا چاہتے ہو۔

اُس کے وزیر ہامان نے کہا:

بادشاہ سلامت!

ایسا کریں کے سارے ملک کے ماہر جادوگروں کو جمع کر لیجیے پھر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

لہٰذا سارے ملک میں منادی کرادی گئی اور بڑے بڑے جادوگر مصر کے دارالحکومت میں جمع ہونے لگے۔ فرعون نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا

لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ○ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ○

کہنے لگا موسیٰ! کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ

نکال دو ہمیں اپنے ملک سے اپنے جادو کی طاقت سے سو ہم

بھی لائیں گے تیرے مقابلے میں جادو ویسا ہی پس (اب)

مقرر کرو ہمارے اور اپنے درمیان مقابلے کا دن نہ ہم

پھریں اس سے اور نہ ہی تو پھرے جمع ہونے کی جگہ ہموار او

رکھلی ہو۔ آپ نے فرمایا (تمہارا چیلنج منظور ہے) جشن

کا دن تمہارے لیے مقرر کرتا ہوں اور یہ خیال رہے کہ

سارے لوگ چاشت کے وقت جمع ہو جائیں۔ (پ١٦۔

سورہ طہٰ: ۵۷ تا ۵۹)

موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ اچھا تم میلے کا دن مقرر کرلو اور سب لوگوں کو جمع کرلو بھلا اس سے بھی اچھا موقع آسکتا تھا کہ ساری قوم کو دعوتِ توحید ایک ساتھ ہی پہنچ جائے گی۔

سارے شہر میں فرعون کے جادوگر اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کا اعلان کر دیا گیا۔ اب بچو!

ایسا کرو کہ جا کر سو جاؤ صبح فجر کی نماز بھی پڑھنی ہے باقی کہانی کل۔

جادو گروں سے مقابلہ

جی دادا جان! پھر کیا ہوا؟

ہاں بھئی تو پھر پورے ملک مصر میں منادی کرادی گئی کہ میلے والے دن سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور جادو گروں کا مقابلہ ہوگا۔

اُس زمانے میں فنِ جادو گری کا بڑا چرچا تھا اور اس دفعہ تو میلے میں لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ ہر خاص و عام ہر جگہ یہی کہتا نظر آرہا تھا کہ اگر جادو گر غالب آگئے تو ہم تو جادو گروں کی پیروی کریں گے۔

غرض یہ کہ میلے کے دن لوگ جمع ہوگئے اور وہ بری طرح بے چین تھے کہ اب اس مقابلے کا انجام کیا ہوگا موسیٰ علیہ السلام کو فتح نصیب ہوگی یا شکست جادو گروں کے حصے میں آئے گی۔

ایک طرف سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے بھائی سیّدنا ہارون علیہ السلام اور دوسری طرف جادو گروں کی پوری فوج۔

جادو گروں نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا:

"پہلے آپ ڈالیں گے یا پہلے ہم ڈالیں"

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"پہلے تم ہی ڈالو"

جادو گروں نے اپنی رسّی، لاٹھیاں وغیرہ پکڑ لیں اور کہنے لگے:

فرعون کی عزت کی قسم! ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔

اب اُنھوں نے لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر پھینکنا شروع کر دیں۔

جادو کے اثر سے لوگوں کو رسیاں اور لاٹھیاں سانپ اور اژدھوں کی شکل میں دوڑتے ہوئے نظر آنے لگے اور میدان سانپوں اور اژدھوں سے بھر گیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا بھی اسی میدان میں ڈال دیا۔

عصا زمین پر گرتے ہی ایک خوفناک اژدھا بن گیا اور اس عظیم اژدھے نے میدان میں رینگنے والے تمام سانپوں اور اژدھوں کو جو جادو گروں نے میدان میں رسیاں اور لاٹھیاں پھینک کر بنائے تھے نگل گیا۔

لوگوں کی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں لوگ تعجب کا اظہار کر رہے تھے۔

جادو گر اپنے فن کے ماہر تھے وہ سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام جادو گر نہیں ہیں اور نہ ہی یہ جادو ہے یہ معجزہ ہے اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام، اللہ کے رسول ہیں، اُنھوں نے فوراً ہی سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی اور آپ پر ایمان لے آئے۔

فرعون کو پہلے تو اس بات پر غصہ آیا کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے جادو گروں کو شکست دے دی دوسرا جادو گر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

غصہ کی وجہ سے فرعون کے منہ سے جھاگ اڑنے لگے اور جادوگروں پر قہر و غضب انڈیلتے ہوئے کہنے لگا:

میری اجازت سے پہلے تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

اصل میں فرعون نے جب دیکھا کہ اتنے بڑے مجمع کے سامنے حق واضح ہو گیا ہے اور جادوگروں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا مجمع اسلام قبول کر لے تو مکاری کرتے ہوئے کہنے لگا:

یہ تم سب کی مشترکہ سازش ہے یعنی موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں نے مل کر یہ پروگرام پہلے سے بنایا ہوا تھا۔ اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کیلئے مصر رہے تو یاد رکھو میں تمہیں عبرت ناک سزائیں دوں گا۔

میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوادوں گا اور تمہیں درختوں پر سولی دے دوں گا۔

جادوگروں نے کہا:

اے فرعون! تو جو چاہے کر ہم پر حق واضح ہو چکا ہے اب ہم ہرگز تجھ کو فوقیت نہیں دیں گے۔

تجھے جو کچھ کرنا ہے کرلے بس تو اس زندگی میں ہی کر سکتا ہے۔

فرعون جادوگروں کا یہ کلمۂ حق سن کر آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ان کو قتل کر دو۔

اِدھر ان سب نے بھی سچی توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

اے اللہ!

ہمیں صبر کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اس حال میں موت دے کہ ہم مسلمان ہوں۔

فرعون کے سپاہیوں نے ان اہل ایمان کو شدید اذیتیں دے کر شہید کرنا شروع کر دیا لیکن آفرین ہے ان اہل ایمان پر کہ انہوں نے صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

داداجان! ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ احمد نے پوچھا۔

وہ کیا؟ داداجان نے شفقت کے ساتھ پوچھا۔

یہی کہ فرعون نے جادوگروں کو ایمان لانے کے جرم میں شہید کر ڈالا لیکن سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیّدنا ہارون علیہ السلام کو بھی تو اُس نے اپنے انتقام کا نشانہ بنایا ہو گا۔ احمد نے سوچتے ہوئے کہا۔

بالکل میں اسی طرف آرہا ہوں۔ داداجان نے جواب دیا۔

فرعون کے وزیر و مشیر ہامان نے فرعون کو مشورہ دیا:

بادشاہ سلامت!

آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو یونہی چھوڑ دیں گے ان کا بھی کوئی انتظام کریں۔

فرعون نے جب اپنے وزیر ہامان شیطان کا مشورہ سنا تو کہنے لگا:

ہاں! ہم ان کا بھی انتظام کریں گے اور وہ اس طرح کہ ان کی قوم کے تمام لڑکوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے کیلئے چھوڑ دیں گے تاکہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ہماری طاقت و قوت کا نظارہ کر لیں۔

اب فرعون اور اس کے کارندوں نے بنی اسرائیل پر ظلم و ستم شروع کر دیا جب ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو بنی اسرائیل سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: موسیٰ!

ہم تمہارے آنے سے پہلے بھی ستائے جاتے تھے اور تمہارے آنے کے بعد بھی ہم پر ظلم کم نہیں ہوا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا زمین کا وارث بنائے گا اچھا انجام پرہیزگاروں کیلئے ہی ہوتا ہے۔

فرعون کے ظلم و ستم کے باوجود سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ جاری رہی اور لوگ روزانہ مسلمان ہوتے رہے تو فرعون نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔

فرعون کے تمام درباریوں نے فرعون کے اس منصوبے کی بھرپور حمایت کی اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے قتل پر اتفاق کیا لیکن فرعون کے دربار میں ایک فرد ایسا بھی تھا جو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاچکا تھا لیکن اُس نے اپنا ایمان اُن سب سے چھپا رکھا تھا اور کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاچکا ہے۔

اُس نے اُنہیں سمجھایا کہ تم ایک شخص کو محض اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ خدائے واحد کی دعوت دیتا ہے بس اُس کا قصور اتنا ہی ہے اگر موسیٰ علیہ السلام جھوٹ بول رہے ہیں تو تمہیں تب بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ اللہ جھوٹوں سے خود بدلہ

لیتا ہے اور اگر موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں اور تم نے انہیں قتل کر دیا تو پھر اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو گا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم موسیٰ علیہ السلام کو اُن کے حال پر چھوڑ دو۔

دوسری طرف جب فرعون نے دیکھا کہ اُس کی تقریر کا اثر تمام درباریوں پر ہو رہا ہے تو فرعون نے کہا:

میں نے تمہیں جو موسیٰ کے قتل کا مشورہ دیا ہے وہ زیادہ دُرست ہے اور مجھے تمہاری بھلائی مقصود ہے۔

فرعون کو معلوم تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے اور فرعون جانتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام حق پر ہیں وہ تو لوگوں کو اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ اُس کی جھوٹی خدائی سلطنت بچی رہے۔

جب اُس مومن نے دیکھا کہ فرعون نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اپورا ارادہ کر لیا ہے تو اُس نے مزید کھل کر گفتگو کی اور بتایا کہ دیکھو پچھلی قوموں کو، عاد، ثمود، اصحاب الایکہ نے اپنے دور کے نبیوں کو جھٹلایا اُن کا کیا انجام ہوا لٰہذا تم سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دینے کا ارادہ دل سے نکال دو۔

فرعون نے جب دیکھا کہ لوگ اس کی تقریر سے متاثر ہو رہے ہیں تو اُس نے فوراً ہی پینترا بدلہ اور کہنے لگا کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے جس کیلیئے پریشان ہوا جائے ہم اس کا جلد ہی کوئی حل تلاش کر لیں گے۔

پھر فرعون اپنے وزیر ہامان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا:

ہامان! اے وزیر باتدبیر!

ایک اونچا سا مینار تعمیر کر لو تاکہ ہم اس پر چڑھ کر آسمان میں جھانکیں اور موسیٰ کے خدا کا سراغ لگائیں اگر موسیٰ کا خدا آسمان پر مل گیا تو ہم مان لیں گے اور موسیٰ کا خدا آسمان پر بھی نہ ملا تو سب کو یقین ہو جائے گا کہ موسیٰ نے جھوٹ بولا ہے۔

اُس مردِ مومن نے جب یہ دیکھا کہ فرعون اپنے اقتدار کیلئے بالکل جاہل اور نادان بن گیا ہے تو اُس نے اعلانیہ کہا:

اے لوگو! تم میرے پیچھے چلو میں تم کو دِکھاؤں گا ہدایت کی راہ اور یہ زندگی تو چند روزہ ہے اس کے بعد آخرت ہی میں ہمیشہ ٹھہرا جائے گا اور جس نے نیک کام کیے ہوں گے اُس کا ٹھکانہ جنت ہو گا اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے نبی کی نافرمانی کی ہو گی اُس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

فرعون نے جب دیکھا کہ اس کا ایک درباری اس کے سامنے ہی اس کی خدائی کی مخالفت کر رہا ہے تو اُس نے اس مومن بندے کو بھی قتل کرنے کی ٹھانی۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مومن بندے کو ان کے ظلم سے بچا لیا۔

لیکن دادا جان کیسے؟

باقی کہانی کل سنائیں گے اب جا کر آرام کرو۔

عذاب کی بارش

ہاں بھئی تو کل کہاں بات ختم ہوئی تھی ؟ دادا جان نے بچوں سے پوچھا

جی دادا جان! فرعون نے اُس نیک مومن کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بچا لیا۔ عامر نے فوراً کہا۔

بالکل ٹھیک۔ اب آگے سنو۔

اب اُنہوں نے اس بندے کو قتل کرنے کی ٹھان لی مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت اور تدبیر کے سبب سے وہ ایسا نہیں کر سکے اور ہوا کچھ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیجنے سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجے تاکہ یہ سوچ سمجھ لیں اور ایمان لے آئیں۔

ان پر اللہ تعالیٰ نے قحط سالی کو مسلط کر دیا۔

ان کے دریاؤں کا پانی کم ہو گیا۔۔۔۔ ان کے یہاں بارشیں بھی کم ہونے لگیں۔۔۔۔ ان کی فصلیں سوکھ گئیں۔۔۔۔ جانور اور مویشی ہلاک ہونے لگے۔

کبھی اتنی بارشیں ہوتیں کہ سیلاب آجاتا اور زمین پر دیر تک پانی جمع رہنے سے کاشتکاری نہ ہو پاتی۔ ہوتا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ اس سے نصیحت حاصل کرتے کہنے لگے :

جو ہم پر قحط سالی آئی ہے یہ موسیٰ کی نحوست کی وجہ سے آئی ہے جب فرعون نے دیکھا کہ یہ معاملہ تو دن بدن خراب ہی ہوتا جارہا ہے اور نوبت فاقوں تک آگئی تو اُس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

تم اپنے ربّ سے دعا کرو کہ وہ یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے تو ہم ضرور تمہارے ربّ پر ایمان لے آئیں گے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور یہ عذاب اُن پر سے ٹل گیا۔

ایک مہینے کے بعد فرعون اور اس کے لشکر نے وہی روش اپنالی بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کرنا شروع کردیا۔

تب اللہ تعالٰی نے ان پر دوسرا عذاب ٹڈی دَل کا بھیجا تاکہ اب کچھ عبرت حاصل کرسکیں۔

یہ ٹڈیاں فرعونیوں کے گھروں، دکانوں اور بازاروں میں بھر گئیں۔ اور ان کے کھیت، پھل، فصلیں، درختوں کے پتے، مکانات کے دروازے، چھتیں اور تختے کا سامان یہاں تک کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئیں لیکن یہ ٹڈیاں بنی اسرائیل کے گھروں میں نہیں گئیں۔

اب یہ فرعونی پھر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

یہ عذاب ہم پر سے دور کردو ہم ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور عذاب ٹل گیا۔

کچھ دن کے بعد فرعونی اپنا وعدہ بھول گئے اور واپس اپنی پرانی روش اختیار کرلی نہ تو ایمان لاتے اور نہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھیجتے بلکہ بنی اسرائیل پر ظلم وستم بھی جاری رکھتے۔

تب اللہ تعالیٰ نے ان پر جوؤں کا عذاب بھیج دیا یہ جوئیں ان کی پلکیں، بھنویں اور اناج تک چٹ کر گئیں۔

یہ پھر اس عذاب پر چیخ پڑے اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے کہ اپنے ربّ سے دعا کرو کہ ہم پر سے اس عذاب کو ہٹادے تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے پھر دعا فرمائی اور یہ عذاب پھر ٹل گیا۔

کچھ دنوں تک سکون رہا لیکن فرعونیوں نے وعدہ پورا نہیں کیا۔

تب اللہ تعالیٰ نے ان پر مینڈکوں کا عذاب مسلط کر دیا۔

اور ہوا یہ کہ ان کے گھر، ہانڈی، کھتیں، محلے سب مینڈکوں سے بھر گئے کھانا پکانا ناممکن ہوگیا جیسے ہی کوئی ہانڈی پکنے کو رکھتے مینڈک اس میں بھر جاتے کوئی آدمی کھانے کیلئے منہ کھولتا تو مینڈک کود کر اُس کے منہ میں داخل ہوجاتا۔

فرعونیوں کی زندگی اجیرن ہوگئی۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی شخص نہیں تھا جو اُن کو نجات دِلاتا۔

لہٰذا وہ پھر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اس دفعہ ہم پکا وعدہ کرتے ہیں آپ پر ضرور ایمان لائیں گے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے عہد لیا پھر دعا فرمائی اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے یہ عذاب بھی اُن پر سے ٹل گیا اور مینڈک اس طرح غائب ہو گئے جیسے کبھی آئے ہی نہیں تھے۔

جب عذاب ٹل گیا تو اُنہوں نے پھر ایک مرتبہ اپنا وعدہ توڑ دیا اور اپنی پرانی روش اختیار کر لی۔

پھر اللہ تعالٰی نے ان پر خون کا عذاب نازل کیا۔

اور ہوا یہ کہ ان کے کنوئیں، دریا، نہریں اور چشموں کا پانی خون بن گیا۔

فرعونیوں نے فرعون سے کہا: یہ دیکھو یہ عذاب تم پر کس طرح کا آیا ہے۔

فرعون نے کہا:

یہ موسیٰ نے جادو سے نظر بندی کی ہوئی ہے۔ کیوں کہ بنی اسرائیل جب پانی اپنے برتن میں ڈالتے تو وہ پانی ہوتا اور جب فرعونی وہی پانی اپنے برتن میں ڈالتا تو وہ خون بن جاتا۔

اب تو فرعونی پیاس سے عاجز آ گئے اور بنی اسرائیل سے کہنے لگے:

تم جو پانی پیتے ہو وہ پانی ہی ہوتا ہے اور ہم جو پانی پیتے ہیں وہ ہمارے برتن میں آتے ہی خون بن جاتا ہے۔ ایسا کرو کہ تم پانی اپنے منہ میں لو اور میرے منہ میں کلی کر دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب تک پانی اسرائیلی کے منہ میں رہتا وہ پانی ہی رہتا جیسے ہی وہ فرعونی کے منہ میں جاتا خون بن جاتا۔

انہوں نے تھک ہار کر گنے کو چوسنا شروع کر دی مگر وہ بھی منہ میں پہنچ کر خون بن جاتا۔

یہ جان چکے تھے کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی شخص ہمیں اس عذاب سے نجات نہیں دے سکتا لہٰذا وہ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے:

اے موسیٰ! تو اپنے ربّ سے دعا کر ہم سے یہ خون کا عذاب دور ہو جائے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے پھر دعا فرمائی اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے پھر عذاب اُن پر سے ٹل گیا۔ لیکن یہ پھر اپنے وعدے سے مکر گئے اور ظلم و ستم پہلے سے زیادہ کرنے لگے حالانکہ ذرا سی بھی عقل ہوتی تو ایمان لے آتے کیونکہ جو عذاب بھی ان پر آیا بنی اسرائیل اُس سے محفوظ رہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں مہلت دیتا رہا مگر یہ باز ہی نہ آئے اور اب تو انہوں نے ظلم و ستم کی حد ہی کر دی۔

لہٰذا سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے لشکر کیلئے دعا کی:

اے اللہ! ان کو غرق کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور حکم دیا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خبردار کیا اور بتایا کہ آج رات کو ہمیں یہاں سے نکلنا ہے اور کسی فرعونی کو اس کی خبر بھی نہ ہو۔

رات کے وقت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر ملک شام کی طرف روانہ ہوئے۔

جب صبح ہوئی اور فرعونیوں نے دیکھا کہ بنی اسرائیل موجود ہیں اور نہ موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں۔

انہوں نے فرعون کو اس واقعے کی اطلاع دی۔

فرعون نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل نکل گئے ہیں تو اُسے بہت غصہ آیا اُس نے چاروں طرف اپنے کارندے پھیلا دیئے اور اپنے لشکر کو لے کر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔

اُدھر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام دریائے قلزم کے کنارے پہنچ گئے اور فرعون ان کے پیچھے ان تک آپہنچا۔

جب اسرائیلیوں نے دیکھا کہ فرعون کا لشکر اُن کے پیچھے آگیا ہے تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے:

اے موسیٰ! ہم تو پکڑے گئے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

ہرگز نہیں میرا ربّ میرے ساتھ ہے اور وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔

بنی اسرائیل دریائے قلزم کی ہولناک موجوں کو دیکھ رہے تھے دوسری طرف فرعون کا لشکر قریب سے قریب تر آتا جا رہا تھا مارے خوف کے بنی اسرائیل کا برا حال تھا یوں لگتا تھا کہ اب ان کے دلوں کی دھڑکنیں بند ہو جائیں گی بچ نکلنے کی انہیں کوئی اُمید نظر نہیں آتی تھی۔ فرعون کا لشکر بس قریب ہی آگیا تھا۔

عین اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی:

"اپنا عصا دریا پر مارو"

جیسے ہی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دریا پر مارا تو دریا پھٹ گیا اور بارہ راستے نکل گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان راستوں پر سے اپنی قوم کو لے کر نکل جائیں آپ اپنی قوم کو لے کر دریا عبور کرنے لگے۔

دریا کے کنارے پر کھڑا فرعون اور اُس کا لشکر بھی یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

فرعون حیران و پریشان تھا یہ کیا معاملہ ہوا؟

فرعون غصے سے بے قابو ہو گیا اور اپنے فوجیوں سے کہنے لگا:

تم بھی انہی راستوں پر ان کا پیچھا کرو جن راستوں سے موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلیں ہیں۔

جب انہوں نے پیچھا کیا اور جیسے ہی سب دریا کے بیچ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو مل جانے کا حکم دیا۔

اب کیا تھا فرعون اور اس کی فوج کو دریا کی موجوں نے اپنے شکنجے میں کس لیا۔اب فرعون نے خود کو ڈوبتے ہوئے پایا تو کہنے لگا:

"میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لایا"

لیکن اب اس کا ایمان کس کام کا توبہ کا دروازہ تو بند ہو چکا تھا۔

کیا دادا جان! توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے؟ جواد نے پوچھا۔

ہاں بیٹا! جب روح جسم سے نکلنے لگتی ہے تو کافر کے لیے توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے لہٰذا آدمی کو جلد از جلد توبہ کر لینی چاہئے معلوم نہیں کہ موت کس وقت آجائے۔

اب کہانی سنو! آگے کیا ہوا۔۔۔

جی دادا جان! سب بچوں نے ایک ساتھ کہا۔

جب فرعون ڈوبنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہم تیری لاش کو باقی رکھیں گے تاکہ تو لوگوں کیلئے نشانِ عبرت ہو بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں اس لیے مصر کے عجائب گھر میں فرعون کی لاش آج تک موجود ہے۔

دوسری طرف بنی اسرائیل سلامتی کے ساتھ دریا پار کر گئے۔

اچھا بچو! اب تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مکمل ہو گیا۔

نہیں دادا جان! آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ دریا سے باہر نکلنے کے بعد کیا ہوا؟ بنی اسرائیل نے اپنی باقی زندگی کیسے گزاری؟ جواد نے تجسس کے ساتھ پوچھا۔

اچھا! بچو پھر بنی اسرائیل کے ساتھ کیا ہوا؟

یہ ہم آپ کو کل سنائیں گے۔

تب تک کیلئے شب بخیر سب نے ایک ساتھ کہا۔

بنی اسرائیل کی ناشکری

جی دادا جان! آج آپ ہمیں آگے کی کہانی سنائیں گے کہ دریائے قلزم سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے۔ اُمّ ہانی نے کہا۔

ہاں بھئی تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نجات عطا فرمادی فرعون سے، اور فرعون کو دریا میں غرق کر دیا۔

اب یہ لوگ آگے جا رہے تھے کہ راستے میں بنی اسرائیل نے ایک قوم کو دیکھا جو بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔

انہوں نے جب اُس قوم کو پوجا کرتے دیکھا تو انہیں بڑا اچھا لگا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے:

اے موسیٰ! جیسا خدا اِن کے پاس ہے ویسا ہی ایک خدا ہمارے لیے بنا دے۔

موسیٰ علیہ السلام ان کا یہ مطالبہ سن کر ناراض ہوئے۔

بجائے اس کے کہ بنی اسرائیل فرعون سے نجات پر شکر ادا کرتے اللہ تعالیٰ نے اُن مظالم سے انہیں چھٹکارا دلایا جو فرعون ان پر کرتا تھا کہہ رہے ہیں کہ ایک بُت انہیں بھی بنا دو۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا:

تم ضرور جاہل لوگ ہو یہ حال تو بربادی کا ہے جس میں یہ لوگ مبتلا ہیں اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے۔

تم لوگ بھی عجیب ہو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور خدا کی تلاش کر رہے ہو۔

خیر موسیٰ علیہ السلام کے سمجھانے سے وہ سمجھ گئے اور اپنا رویہ تبدیل کر لیا۔

اب راستے میں انہیں پیاس لگی۔

یہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

اے موسیٰ! ہمیں پینے کیلئے پانی چاہئے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر مارا تو اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔

کیونکہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے لہٰذا ہر قبیلے کا ایک چشمہ ہو گیا اور سب کو پانی کی نعمت حاصل ہو گئی۔ اب پانی کے بعد انہیں بھوک بھی لگنے لگی۔

پھر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔

اے موسیٰ! ہمیں بھوک لگ رہی ہے ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کرو۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کو من و سلویٰ کی نعمت عطا فرمائی۔

یہ من و سلویٰ کیا تھا دادا جان! اُمِّ ہانی نے بے اختیار سوال کیا؟

یہ (من) ایک قسم کا کھانا تھا یہ بہت لذیذ تھا جو شبنم کی طرح درختوں پر گرتا تھا اور سلویٰ بٹیر کی طرح کا ایک پرندہ تھا۔ یہ دونوں نعمتیں انہیں بغیر کسی مشقت کے حاصل ہو جاتی تھیں لیکن کچھ دنوں کے بعد یہ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔

اور کہنے لگے:

یہاں میدان میں دھوپ بہت ہے کچھ ایسا انتظام ہو جائے کہ ہمیں دھوپ نہ لگے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی:

اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کا سایہ فرما دیا۔

اب ان کو کھانا، پانی اور سایہ ہر قسم کی نعمت حاصل تھی اور انہیں اس کیلئے کسی قسم کی مشقت نہیں کرنا پڑتی تھی۔

ایک دن یہ ایک اور مطالبہ لے کر آپ کے پاس آگئے اور کہنے لگے:

اے موسیٰ! ہم سے اس ایک کھانے پر صبر نہیں ہوتا اپنے ربّ سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے وہ چیزیں نکال دے جو زمین اگاتی ہے۔ یعنی ترکاری پیاز، لہسن گندم وغیرہ۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

تم بہتر کو چھوڑ کر کم تر لینا چاہتے ہو تو تم کسی دوسرے شہر چلے جاؤ وہاں تم کو یہ تمام چیزیں مل جائیں گی۔

غرض یہ کہ یہ قوم بہت ہی ناشکری قوم تھی۔

بچو! آج میری طبیعت بھی صحیح نہیں لہٰذا باقی کہانی کل اور اُس میں آپ کو بتاؤں گا کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ کی کتاب توریت لینے کہاں گئے؟

اچھا دادا جان! اللہ حافظ۔

سب بچے دادا جان کے کمرے سے سلام کر کے باہر نکل گئے۔

سامری کا بچھڑا

دادا جان! آپ نے کہا تھا کہ اللہ کی کتاب توریت کے بارے میں بتائیں گے۔ جواد نے کہا۔

جی بیٹا! بالکل آج ہم آپ کو اللہ کی کتاب توریت کے بارے میں بتائیں گے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو پہلے ہی بتادیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں فرعونیوں سے نجات دے دے گا تو میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ایک کتاب لا کر دوں گا جس میں حلال اور حرام اور اللہ تعالیٰ کے احکامات موجود ہوں گے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو شریعت کے احکامات دینے کیلئے چالیس دن کیلئے کوہِ طور پر بلایا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے بھائی سیّدنا ہارون علیہ السلام سے کہا:

مجھے اللہ تعالیٰ نے چالیس دن کیلئے کوہِ طور پر بلایا ہے، اس لیے تم میرے بعد جانشین ہو۔

سیّدنا ہارون علیہ السلام کو یہ ہدایات دے کر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر چلے گئے۔

وہاں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا:

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

اے اللہ! میں تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَنْ تَرٰىنِیْ (سورہ اعراف آیت ۱۴۳)

تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے۔

لیکن تم اپنی نگاہ اس پہاڑ کی طرف کر لو اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو، تو مجھے ضرور دیکھ سکے گا اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی ایک تجلی جب اُس پہاڑ پر ڈالی تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر جانے کے بعد بنی اسرائیل کا کیا حال ہوا؟

سنو!

جی! کیا وہاں کوئی مسئلہ ہو گیا تھا؟ بچوں نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

ہاں! موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک سامری نام کا جادوگر تھا یہ بظاہر تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا مگر منافق تھا۔

بنی اسرائیل جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلے تھے تو ایک دن پہلے ان کی عورتوں نے فرعونیوں کی عورتوں سے زیورات اُدھار مانگ لیے تھے اور وہ زیورات اُس وقت بھی اُن عورتوں کے پاس تھے۔

اب سامری جادوگر ان لوگوں کے پاس گیا اور کہنے لگا:

موسیٰ علیہ السلام کو گئے بیس دن اور بیس راتیں ہو چکی ہیں چالیس کی تکمیل ہو گئی اور آپ ابھی تک نہیں آئے ایسا کرو مجھے وہ زیورات دے دو جو تم نے فرعونیوں سے لیے

تھے میں تم کو ایک خدا بنا دیتا ہوں، کیونکہ جب یہ لوگ دریا سے نکلے تھے تو سامری نے دیکھ لیا تھا کہ ان کی یہ خواہش ہے کہ ان کا خدا بھی کوئی ایسا ہی ہو جیسے راستے میں ایک بت پرست قوم بت کی پوجا کر رہی تھی۔

سامری کیونکہ خود گائے کی پرستش کرتا تھا اس لیے اُس نے تمام زیورات جمع کر لیے اور ان کو پگھلا کر ایک بچھڑا بنا ڈالا۔

اور بچھڑا بنانے کے بعد ایک مٹھی مٹی بھی اس نے اس کے منہ میں ڈال دی۔ اب یہ بچھڑا آواز نکالنے لگا جیسے سچ مچ کا بچھڑا آواز نکالتا ہے۔

بنی اسرائیل اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور اس کے گرد خوشی سے ناچنے لگے۔

سامری نے جب دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اب تک واپس نہیں آئے ہیں اور یہ بنی اسرائیل بھی بہت خوش ہیں تو کہنے لگا:

یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی مگر موسیٰ بھول گئے ہیں۔

اب کیا تھا بنی اسرائیل نے اس بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔

سیدنا ہارون علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا۔ لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔

بلکہ کہنے لگے:

ہم تو ہمیشہ اسی کی پوجا کریں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہماری طرف واپس لوٹ آئے اور سیدنا ہارون علیہ السلام کو جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں بھی دینے لگے۔

ادھر جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی اے موسیٰ! تمہارے آنے کے بعد تمہاری قوم کو سامری نے گمراہ کر دیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام شدید جلال میں واپس پلٹے اور آپ نے اپنی قوم سے پوچھا:

یہ تم نے میرے جانے کے بعد کیا حرکت کی ہے؟ بنی اسرائیل کو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے سخت سرزنش کی۔

اس کے بعد سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسی جلال کی کیفیت میں سیّدنا ہارون علیہ السلام کے بالوں اور داڑھی کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔

ہارون علیہ السلام نے عرض کی:

اے میرے ماں جائے! قوم نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں۔ آپ مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنساؤ اور مجھے ظالموں میں نہ ملاؤ۔

سیّدنا ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ (پ۹۔ سورہ اعراف: ۱۵۱)

اے میرے ربّ مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں لے لے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو طلب کیا اور اُس سے پوچھا:

اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟

سامری نے کہا:

میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جو دیگر لوگ نہیں دیکھ سکے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے پوچھا:

تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

تب وہ بولا: میں نے جبرئیل امین کو دیکھا وہ گھوڑی پر سوار تھے میں نے دیکھا کہ وہ گھوڑی جہاں قدم رکھتی ہے وہاں سبز گھاس اُگ جاتی ہے تو میں نے اس گھوڑی کے پیروں کے نیچے کی مٹی اُٹھا کر اپنے پاس محفوظ کرلی تھی وہی مٹی میں نے بچھڑے کے ڈھانچے میں ڈال دی جس کی وجہ سے اس میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور وہ گائے کی طرح ڈکارنے لگا۔

اس کے بعد سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

تو دور ہو جا! اور جب تک تو زندہ رہے گا سب سے یہی کہتا رہے گا کہ مجھے ہاتھ نہ لگا اور آخرت میں بھی تیرے لیے عذاب ہو گا۔

اب سامری کو جو بھی ہاتھ لگاتا تو سامری دور بھاگتا اور کہتا کہ مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔

کیونکہ جیسے ہی کوئی شخص سامری کو ہاتھ لگاتا یہ اور وہ شخص سخت بخار میں مبتلا ہو جاتے۔

اب تو اس سے نہ کوئی بات کرتا نہ اس کے ساتھ بیٹھتا نہ کھاتا پیتا اور انسانوں کے درمیان رہتے ہوئے بھی اس کی حالت جانور جیسی ہو گئی۔

اس کے بعد سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے سامنے ہی اس بچھڑے کو جلایا جس کی پوجا میں وہ لگا ہوا تھا اور بنی اسرائیل کو بھی گمراہ کر دیا تھا اور اس کی راکھ اُڑا کر سمندر میں ڈال دی اور بچھڑے کا نام و نشان تک مٹ گیا۔

اُس کے بعد جن لوگوں نے بچھڑے کی پرستش کی تھی ان سے فرمایا:

تم نے بہت بڑا جرم کیا ہے اور اپنے آپ ہی پر ظلم کیا ہے۔

اب تم توبہ کرو اور تمہاری توبہ یہ ہو گی کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو۔

لہٰذا انہوں نے ایسا ہی کیا ہر قاتل و مقتول کے ہاتھ میں ایک تلوار تھی اُن سب نے

جنہوں نے پرستش کی تھی ایک دوسرے کی گردن اڑادی۔

اُس دن ستّر ہزار افراد نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا تب اُن کی توبہ قبول ہوئی۔

ماخذ و مراجع

تفسیر الدر المنثور از علامہ جلال الدین سیوطی مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور

تفسیر ابن کثیر از حافظ عماد الدین ابن کثیر مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور

تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار خاں نعیمی۔ نعیمی کتب خانہ گجرات

تذکرۃ الانبیاء از علامہ عبدالرزاق بھترالوی مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور